راہِ حق

مُجدّدِ مسلکِ اہلِ سُنّت، عاشقِ رسُول، حضرت مولانا مُحمّد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمۃ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور ۔ پاکستان

راہِ حق

(درود شریف ''الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ'' پڑھنے، یارسول اللہ اور یاغوث پکارنے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اولیاء اللہ سے مدد مانگنے کا مدلل بیان)

تصنیف لطیف

مجدد مسلک اہل سنت، عاشق رسول

فاضل جلیل حضرت علامہ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور۔ کراچی۔ پاکستان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ وَ نُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی آلہٖ وَ اَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ یہ درود شریف اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ پڑھنا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بہ کلمہ یَا ندا کرنا یعنی یا رسول اللہ کہنا جائز ہے یا نہیں؟ بعض وہابی، دیوبندی مفتی کہتے ہیں کہ اس درود شریف کا پڑھنے والا اور یا رسول اللہ اور یاغوث کہنے والا مشرک و بدعتی ہے، ان کا یہ کہنا کہاں تک درست ہے؟ دلائل کی روشنی میں مسئلہ کی حقیقت بیان فرمائی جائے۔ بینوا توجروا

الجواب

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی خُصُوۡصًا عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوۡلَانَا وَ شَفِیۡعِنَا وَحَبِیۡبِنَا مُحَمَّدِنِ الۡمُصۡطَفٰی وَعَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصۡحَابِہٖ اُوۡلِی الصِّدۡقِ وَالصَّفَا اما بعد

بلا شک و شبہ درود شریف اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ پڑھنا اور حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بہ کلمۂ یَا ندا کرنا یعنی یا رسول اللہ کہنا اور حضرت غوث اعظم کو یا غوث کہہ کر پکارنا جائز ہے۔ بعض مفتیوں کا اسے شرک کہنا بالکل غلط اور جہالت و گمراہی ہے۔ جواب بالترتیب حاضر ہے:

(۱) فرمان الٰہی ہے: اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا ﴿۵۶﴾ (احزاب) ترجمہ: تحقیق اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے رہتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) پر، اے ایمان والو! ان (نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

اس آیۂ کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں کو صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ مسلمان اس حکم الٰہی کی تعمیل اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ پڑھ کر کرتے ہیں صلوا کے حکم کی تعمیل اَلصَّلٰوۃُ اور سَلِّمُوۡا کی تعمیل اَلسَّلَامُ اور عَلَیۡہِ کی تعمیل عَلَیۡكَ یَا رَسُوۡلُ اللّٰہ

سے کرتے ہیں گویا اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللہِ پڑھنا اس حکم الٰہی کی تعمیل ہے۔ اگر اس آیۂ کریمہ کی تعمیل میں نماز میں پڑھنے والے درود ابراہیمی یعنی اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ الخ سے کی جائے تو آیت کی پوری تعمیل نہیں ہوتی کیوں کہ درود ابراہیمی میں صرف صلوٰۃ کا ذکر ہے جس سے صلوا کی تعمیل ہوتی ہے وسلموا کی نہیں ہوتی اور آیۂ کریمہ میں صلوٰۃ وسلام دونوں کے پڑھنے کا حکم ہے، لہٰذا آیۂ کریمہ کی پوری تعمیل اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللہِ سے خوب ہوتی ہے۔ باقی رہا یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں درود ابراہیمی تعلیم فرمایا تو بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ درود ابراہیمی تعلیم فرمایا مگر نماز میں پڑھنے کے لیے، اور نماز میں ہم اور دوسرے مسلمان بھی یہی درود شریف پڑھتے ہیں کیوں کہ یہ درود شریف نماز کے ساتھ خاص ہے، چناں چہ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اَقْبَلَ رَجُلٌ حَتّٰی جَلَسَ بَیْنَ یَدَیِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ نَحْنُ عِنْدَہٗ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَّا السَّلَامُ عَلَیْكَ فَقَدْ عَرَفْنَاہُ فَکَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْكَ اِذَا نَحْنُ صَلَّیْنَا فِیْ صَلٰوتِنَا صَلَّی اللہُ عَلَیْكَ قَالَ فَصَمَتَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اَحْبَبْنَا اَنَّ الرَّجُلَ لَمْ یَسْئَلْہُ فَقَالَ اِذَا اَنْتُمْ صَلَّیْتُمْ عَلَیَّ فَقُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ الخ (مسند امام احمد: 17072، جلاء الافہام، ابن قیم ص5)

کہ ایک شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور حضور کے آگے (سامنے) آکر بیٹھ گیا اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم سلام کو تو ہم نے خوب سمجھ لیا ہے کہ (نماز میں کیسے پڑھنا چاہیے) اب یہ فرمایئے کہ جب ہم آپ پر درود پڑھیں اپنی نمازوں میں تو کیسے پڑھیں؟ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش ہو گئے یہاں تک کہ ہم نے یہ محبوب جانا کہ وہ سوال ہی نہ کرتا، تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم درود پڑھو مجھ پر (نماز میں) تو کہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ الخ۔

صححه ابن حبان:1959 ، قال الحاكم: 988، صحيح على شرط مسلم و اخرج

ایضا احمد و ابن خزیمۃ:711و دار قطنی:1339و بیھقی:2849ان ھذہ الالفاظ المرویۃ مختصۃ بالصلوٰۃ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی:

يَا رَسُوْلَ اللهِ كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ يَعْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ قَالَ تَقُوْلُوْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ الخ (جلاء الافہام، ابن قیم ص16)

یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) ہم آپ پر نماز میں کیسے درود پڑھیں؟ فرمایا: تم کہو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ الخ۔

پہلی حدیث میں جملہ اِذَا نَحْنُ صَلَّيْنَا فِيْ صَلٰوتِنَا اور دوسری حدیث میں جملہ فِي الصَّلٰوةِ اس امر کی دلیل ہے کہ صحابہ کرام نے نماز میں درود پڑھنے کے متعلق پوچھا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کے اندر درود ابراہیمی پڑھنے کی تعلیم فرمائی ہے۔ ثابت ہوا کہ یہ درود شریف ابراہیمی نماز کے ساتھ خاص ہے۔ چناں چہ غیر مقلدین کے امام علامہ شوکانی، جن سے ان کے دوسرے امام نواب صدیق حسن خان بھوپالی اس طرح مدد (جو کہ ان کے نزدیک شرک ہے) مانگتے ہیں:

"شیخ　سنت　مددے　قاضی　شوکاں　مددے"

وہ علامہ شوکانی بھی اپنی کتاب تحفۃ الذاکرین کے صفحہ 132 پر فرماتے ہیں:

وَ فِيْهِ تَقْيِيْدُ الصَّلَاةِ عَلَيْهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّلَاةِ فَيُفِيْدُ ذَالِكَ اَنَّ هٰذِهِ الْاَلْفَاظُ الْمَرْوِيَّةِ مُخْتَصَّةٌ بِالصَّلَاةِ وَاَمَّا خَارِجُ الصَّلٰوةِ فَيَحْصِلُ الْاِمْتِثَالَ بِمَا يُفِيْدُهٗ قَوْلُهٗ سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰى اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ

اور اس (حدیث) میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نماز میں درود پڑھنا مقید کیا گیا۔ پس یہاں سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ یہ (درود ابراہیمی) کے الفاظ جو مروی ہیں یہ نماز کے ساتھ خاص ہیں، نماز کے علاوہ ایسا درود شریف پڑھنا چاہیے جس سے آیت اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ کی پوری تعمیل ہو جائے (یعنی اس میں صلوٰۃ وسلام دونوں ہوں)

چناں چہ دنیا بھر کے علماء و محدثین، نماز کے علاوہ ایسا درود شریف پڑھتے ہیں جس میں صلوٰۃ وسلام دونوں ہوتے ہیں اور نماز میں اس لیے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس درود شریف کے پڑھنے کی تعلیم فرمائی جس میں صرف صلوٰۃ کا ذکر اور جس سے صرف صَلّوْا کی تعمیل ہوتی ہے چوں کہ نماز میں وَسَلِّمُوْا کی تعمیل اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَکَاتُہٗ سے ہو جاتی ہے، لہٰذا فرمایا کہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ الخ پڑھ کر صَلُّوْا کی تعمیل کر لیا کرو۔

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''اکابرین میں سے ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث شریف لکھا کرتا تھا، اس میں آپ کے نام مبارک کے ساتھ لفظ صلوٰۃ تو لکھتا مگر لفظ سلام نہ لکھتا تھا۔

فَرَأَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْمَنَامِ فَقَالَ لِیْ اَمَاتَتِمُ الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ فِیْ کِتَابِكَ فَمَا کَتَبْتُ بَعْدَ ذَالِكَ اِلَّا صَلَّیْتُ وَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ

تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے مجھ سے فرمایا تم اپنی کتابت میں مجھ پر پورا درود کیوں نہیں لکھتے؟ پس اس کے بعد میں ہمیشہ آپ کے نام کے ساتھ صلوٰۃ اور سلام دونوں لکھتا۔

(احیاء العلوم، ج1 ص319)

الحمد للہ کہ اہل سنت و جماعت اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللهِ پڑھ کر آیۂ کریمہ کی پوری تعمیل کرتے ہیں۔

حضور اکرم تاج دار عرب وعجم نور مجسم رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اقدس پر صبح و شام یہی درود شریف اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللهِ پڑھا جاتا ہے۔

وہاں پر بھی آیۂ کریمہ کی تعمیل اسی درود سے ہی ہوتی ہے، جو اس درود شریف کو شرک کہتے ہیں، ان سے پوچھا جائے، کیا وہاں صبح و شام شرک ہوتا ہے؟ اور کیا روضۂ اطہر پر اس درود شریف کو پڑھنے والے لاکھوں خوش نصیب مسلمان سب مشرک ہیں؟ (معاذ اللہ)

بعض لوگ یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ روضۂ اطہر پر یہ درود شریف پڑھنا شرک نہیں ہے، یہاں شرک ہے۔ افسوس کہ ان کو یہ بھی نہیں معلوم کہ شرک تو شرک ہی ہوگا خواہ وہ کسی مقام

پر کیا جائے۔ جب وہاں شرک نہیں تو یہاں بھی نہیں۔ اور اگر یہاں شرک ہے تو وہاں بھی شرک ہوگا مگر چوں کہ ان لوگوں کی عادت ہے کہ ہر کارِ خیر کو شرک کہہ دیا کرتے ہیں، لہٰذا اس درود شریف کے پڑھنے کو بھی اگر یہ شرک کہیں تو کیا تعجب ہے؟

حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ کے صفحہ 124 پر فرماتے ہیں:

و بعدۂ فریضۂ نماز بگزارد و چوں سلام و ہدیہ اوراد فتحیہ خواندن مشغول شود کہ از تبرکات انفاس ہزار و چہار صد ولی کامل جمع شدہ است و فتح ہر یک ازاں کلمہ بودہ است ہر کہ از سر حضور ملازمت نماید برکت و صفائی آں مشاہدہ خواہد نمود و از ولایت ہزار و چہار صد ولی نصیب یابد۔

یعنی پھر صبح کے فرض پڑھے جب سلام پھیرے اوراد فتحیہ پڑھنے میں مشغول ہو جائے کہ وہ ایک ہزار چار سو ولی کامل کے متبرک کلام سے جمع ہوا ہے، اور فتح ہر ایک ولی کی اس کے ایک کلمہ سے ہوئی، جو حضوری کے ساتھ اس کا پڑھنا اپنے اوپر لازم کرلے اس کی برکت وصفائی کا مشاہدہ کرے گا اور چودہ سو ولی کامل کی ولایت سے حصہ پائے گا اور فیض یاب ہوگا۔

اور اسی کتاب میں شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ اوراد فتحیہ وہ وظائف کا مجموعہ ہے کہ جب حضرت سید علی امیر کبیر ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ بیت المقدس کی زیارت کو گئے اور وہاں ان کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اوراد فتحیہ پڑھنے کے لیے ارشاد فرمایا۔

شاہ صاحب کے ارشاد سے دو باتیں ثابت ہوئیں۔

(۱) جو شخص ہر روز اوراد فتحیہ کا پڑھنا اپنے اوپر لازم کرلے وہ چودہ سو کامل اولیاء کی ولایت سے حصہ پائے گا۔ اور اس کی برکتوں کا مشاہدہ کرے گا۔

(۲) حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سید علی امیر کبیر ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کو اس اورد فتحیہ کے

پڑھنے کے لیے ارشاد فرمایا۔

اور اسی اوراد فتحیہ میں یہ درود شریف بھی ہے:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا شَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْنَ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اِمَامَ الْمُتَّقِیْنَ

قارئین کرام غور فرمائیں کہ اگر اس درود شریف کا پڑھنا شرک ہوتا تو کیا حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سید علی امیر کبیر ہمدانی کو شرک کرنے کا حکم دیا تھا؟ اور کیا شاہ ولی اللہ صاحب شرک کرنے کی تعلیم دے رہے ہیں؟ جو فرماتے ہیں کہ اس کے پڑھنے والے کو چودہ سو اولیاء اللہ کی ولایت سے حصہ ملے گا۔

کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شاہ ولی اللہ صاحب کو (جو ان اوراد کو پڑھنے کا حکم دے رہے ہیں، جس میں یہ درود شریف ہے) شرک کا علم نہیں تھا؟ آج کل کے یہ مفتی کیا شرک کو ان سے زیادہ جانتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایسے مفتیوں کے فتووں سے محفوظ رکھے جنہوں نے اس قسم کے فتوے دے کر مسلمانوں میں افتراق و انشقاق پیدا کر دیا ہے، اور اب حالت یہ ہے کہ مسلمانوں کو ایک مرکز پر جمع ہونا دشوار ہو گیا ہے۔

حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی جو کہ جناب اشرف علی تھانوی اور محمد قاسم نانوتوی مزعومہ بانی مدرسہ دیوبند اور رشید احمد گنگوہی وغیرہ دیوبندی مفتیوں کے پیر و مرشد ہیں اور جن کے متعلق جناب اشرف علی تھانوی نے امداد المشتاق میں لکھا ہے کہ ''وہ اس زمانہ میں اللہ کی حجت ہیں''۔ وہ حاجی صاحب اپنی کتاب ضیاء القلوب (مطبوعہ مطبع مجتبائی، دہلی، 1910ء) کے صفحہ 83 پر فرماتے ہیں کہ جس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت مبارک کا شوق ہو وہ:

بعد نماز عشاء با طہارت کامل و جامہ نو و استعمال خوشبو باادب تمام روبسوئے مدینہ منورہ بنشیند و ملتجی از جناب قدس حقیقت محمدی برائے حصول زیارت جمال مبارک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم و دل راازجمیع خطرات خالی کردہ صورتِ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بہ لباس بسیار سفید وعمامہ سبز و چہرہ منور مثل بدر برکرسی تصور کند الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول اللہ راست، الصلوٰۃ والسلام علیك یا حبیب اللہ چَپ، الصلوٰۃ والسلام علیك یانبی اللہ، دردل ضرب کندوایں درودشریف راہرقدرکہ تواند پے درپے تکرارکندان شاءاللہ تعالیٰ بہ مطلوب خواہدرسید

عشا کی نماز کے بعد پاک وصاف کپڑے پہن کر خوشبو لگائے اور ادب سے مدینہ منورہ کی سمت مونھ کر کے بیٹھے اور بارگاہ الٰہی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جمال مبارک کی زیارت کی التجا کرے اور دل کو تمام خیالات، وساوس سے خالی کر کے یہ تصور کرے کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بہت ہی سفید کپڑے پہنے اور سبز عمامہ باندھے کرسی پر چودھویں کے چاند کی طرح روشن چہرہ میں جلوہ افروز ہیں، اور دائیں طرف الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول اللہ اور بائیں طرف الصلوٰۃ والسلام علیك یا حبیب اللہ اور دل پر الصلوٰۃ والسلام علیك یا نبی اللہ کی ضربیں لگائے اور جس قدر ہو سکے اس درود شریف کو پے درپے بار بار پڑھے ان شاء اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے مشرف ہوگا۔

اور یہی حاجی امداد اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ:''اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ بصیغۂ خطاب میں بعض لوگ کلام کرتے ہیں یہ اتصال معنوی پر مبنی ہے لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ عالم امر مقید بہ جہت طرف وقرب وبعد وغیرہ نہیں پس اس کے جواز میں شک نہیں ہے''۔

(امداد المشتاق ص 59، مطبوعہ اشرف المطابع، تھانہ بھون، 1929ء)

کیا فرماتے ہیں دیوبندی مفتی صاحبان، حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کے بارے میں، جو یہ فرمارہے ہیں کہ اس درود شریف کے جائز ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ اور جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر و ناظر جان کر اس درود شریف کو پڑھے اس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوجائے گی۔

اگر یہ درود پڑھنا شرک اور پڑھنے والا مشرک ہے تو مشرک کو زیارت کیسی؟ اور جو شرک و بدعت کو جائز قرار دے کر اس کے کرنے کا حکم دے، وہ کون ہوا؟ اب فیصلہ ان ہی مفتیوں پر ہے یا تو پیر صاحب پر بھی فتوے جاری کردیں، یا خود اپنے فتویٔ شرک سے سچی توبہ کرکے اس درود شریف کو جائز قرار دے کر پڑھنا شروع کردیں۔

اور سنیے اپنے ''حکیم الامت'' اشرف علی تھانوی کا ارشاد:

فرمایا کہ ''یوں جی چاہتا ہے کہ آج درود شریف زیادہ پڑھوں، وہ بھی ان الفاظ سے کہ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللہِ''

(شکر النعمۃ بذکر رحمۃ الرحمۃ، ص 18، مطبوعہ مکتبہ تھانوی، کراچی)

لیجئے اور سنیے! ''اپنے مرکز دائرۃ التحقیق شیخ الہند'' حسین احمد ٹانڈوی (مدنی) صاحب کا ارشاد! فرماتے ہیں:

''چناں چہ وہابیہ کی زبان سے بارہا سنا گیا کہ الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول اللہ کو سخت منع کرتے ہیں اور اہل حرمین پر سخت نفرین اس ندأ اور خطاب پر کرتے ہیں اور ان کا استہزاء اڑاتے ہیں اور کلمات ناشائستہ استعمال کرتے ہیں حالاں کہ ہمارے مقدس بزرگان دین اس صورت اور جملہ صور درود شریف کو اگر چہ بصیغہ خطاب و نداء کیوں نہ ہوں مستحب و مستحسن جانتے ہیں اور اپنے متعلقین کو اس کا امر کرتے ہیں''۔

(الشہاب الثاقب، ص 65، مطبوعہ کتب خانہ اشرفیہ، راشد کمپنی، دیوبند)

ایک اور بھی ''اپنے رئیس المحدثین'' محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارن پور

کی سن لیجئے، فرماتے ہیں:

''بندہ کے خیال میں اگر ہر جگہ درود وسلام دونوں کو جمع کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے یعنی بجائے السلام علیك یا رسول اللہ السلام علیك یا نبی اللہ وغیرہ کے الصلوٰۃ والسلام علیك یا نبی اللہ الصلوٰۃ والسلام یا نبی اللہ اسی طرح آخیر تک السلام کے ساتھ الصلوٰۃ کا لفظ بڑھاوے تو زیادہ اچھا ہے''۔(فضائل درودشریف،ص28)

دیوبندی حضرات کے ان بزرگوں نے تو ان پر سخت مصیبت قائم کردی، یہ عبارتیں ان کے حق میں ایسی ہیں جیسے''سانپ کے مونھ میں چھچھوندر'' جو نہ اگلتے بنے نہ نگلتے بنے۔

اب اگر وہ اس درود شریف الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول اللہ کو شرک و بدعت کہیں تو ان کے اپنے بھی اس کی زد میں آکر مشرک و بدعتی قرار پاتے ہیں اور نہ کہیں تو اُن کے مسلک ومزاج کے خلاف ہے۔نہایت پریشانی کے عالم میں ہیں، بقول شاعر ؎

آگ دی صیاد نے جب آشیانے کو مرے جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

کاش! آج کل کے دیوبندی حضرات اپنے اکابر کے ان ارشادات پر عمل کرتے ہوئے خود الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول اللہ پڑھتے اور دوسروں کو بھی پڑھنے کی تلقین کرتے، مگر انہوں نے اس درود شریف کے پڑھنے کو شرک بدعت کہہ کر اپنے بڑوں کو مشرک و بدعتی بنا ڈالا، اور دوسری طرف دنیا کے کروڑوں سچے مسلمانوں کو بھی مشرک و بدعتی قرار دے دیا اور آپس میں لڑایا۔

علامہ ابن قیم جو ابن تیمیہ کے شاگرد ہیں جن کو یہ دیوبندی مفتی بھی امام مانتے ہیں، اپنی کتاب جلاء الافہام مطبوعہ امرت سر کے صفحہ 360 پر فرماتے ہیں کہ''ابوبکر محمد بن عمر نے فرمایا کہ میں ابوبکر بن مجاہد کے پاس تھا تو حضرت شبلی تشریف لائے، ابوبکر بن مجاہد ان کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے اور ان کو سینہ سے لگایا اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔

فَقُلْتُ لَہٗ یَا سَیِّدِیْ تَفْعَلُ ھٰذَا تو میں نے عرض کی اے میرے آقا آپ

بِالشِّبْلِيِّ وَ اَنْتَ وَ جَمِيْعٌ مِّنْ بَغْدَادٍ يَّتَصَوَّرُ اَنَّهٗ مَجْنُوْنٌ فَقَالَ لِيْ فَعَلْتُ كَمَا بِهٖ كَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ بِهٖ وَ ذَالِكَ اِنِّيْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ وَ قَدْ اَقْبَلَ الشِّبْلِيُّ فَقَامَ اِلَيْهِ وَ قَبَّلَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَفْعَلُ هٰذَا بِالشِّبْلِيِّ؟ فَقَالَ هٰذَا يَقْرَءُ بَعْدَ الصَّلٰوةِ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ اِلٰى آخِرِ السُّوْرَةِ وَ يَقُوْلُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ!

نے شبلی کے ساتھ یہ سلوک فرمایا ہے، حالاں کہ آپ اور سارے بغداد والے اس کو دیوانہ تصور کرتے ہیں (ابوبکر بن مجاہد نے) فرمایا میں نے شبلی کے ساتھ ایسا ہی کیا ہے جیسا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس کے ساتھ کرتے دیکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت شبلی آئے اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کے لیے کھڑے ہو گئے اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ نے شبلی کے ساتھ ایسا کیوں ہے؟ آپ نے فرمایا یہ شبلی نماز کے بعد پڑھتا ہے۔ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ آخر سورۃ تک۔ اور پھر تین مرتبہ کہتا ہے صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ (اس وجہ سے ہم نے اس پر شفقت فرمائی ہے)

قارئین کرام، غور فرمایا آپ نے کہ ہر نماز کے بعد لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ الخ کے بعد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ (يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ) پڑھنے والے حضرت شبلی پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کیسی رحمت وشفقت فرمائی کہ اس کے لیے قیام فرمایا اور اس کو پیار سے بوسہ دیا اور اس کو اپنے جمال مبارک کی زیارت سے مشرف فرمایا، اگر یہ درود شریف پڑھنا شرک وبدعت ہوتا تو کیا مشرک وبدعتی کو یہ شرف حاصل ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ

درود شریف پڑھنا شرک و بدعت نہیں ہے بلکہ اس کے پڑھنے والے پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفقت ورحمت فرماتے ہیں، اور یہ بھی یاد رہے کہ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ بغداد شریف میں رہتے تھے۔

توجہ: اس درود شریف کے پڑھنے کو جو، شرک کہا جانے لگا ہے اس کو شرک ثابت کرنے کے لیے ان مفتیوں کی طرف سے اس کی دو وجہیں بھی بیان کی جاتی ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ اس میں عَلَيْكَ آتا ہے اور وہ خطاب کا صیغہ ہے اور خطاب اس کو کیا جاتا ہے جو سامنے موجود ہو اور سنتا ہو، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ تو سامنے موجود ہیں اور نہ سنتے ہیں لہٰذا یہ شرک ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اس میں یَا حرف نداء آتا ہے اور غیر اللہ کو نداء کرنا شرک ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر یہ شرک ہی ہے تو پھر ماننا پڑے گا کہ پانچوں وقت نماز میں بھی شرک ہوتا ہے اور نماز پڑھنے والے سب کے سب مشرک ہیں، کیوں کہ ہر نماز میں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكَاتُهٗ پڑھا جاتا ہے اس میں بھی تو یَا حرف ندا محذوف اور خطاب کا صیغہ عَلَيْكَ موجود ہے لہٰذا جو لوگ اس درود شریف کو شرک کہتے ہیں ان کو چاہیے کہ وہ نماز کو بھی شرک کہہ دیں اور غالباً وہ دیوبندی وہابی مفتی بھی نماز میں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكَاتُهٗ ہی پڑھتے ہوں گے تو وہ بھی مشرک ہوئے۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں　　لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

اور یہ بھی یاد رہے کہ یہ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكَاتُهٗ نماز میں پڑھنا محض حکایۃً نہیں، بلکہ انشاء ہے اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام مقصود ہے۔ چناں چہ درِّ مختار، ص 354 میں ہے کہ

وَ يَقْصِدُ بِاَلْفَاظِ التَّشَهُّدِ مَعَانِيْهَا مُرَادَةً لَّهٗ عَلٰى وَجْهِ اِنْشَاءٍ كَاَنَّهٗ يُحَيِّي اللهَ وَيُسَلِّمُ عَلٰى نَبِيِّهٖ وَ عَلٰى نَفْسِهٖ وَ اَوْلِيَآءِهٖ لَا الْاِخْبَارُ عَنْ ذَالِكَ ذَكَرَهٗ فِي الْمُجْتَبٰى

تشہد کے الفاظ سے اس کے معانی اپنی مراد ہونے کا ارادہ کرے، انشاء کے طور پر گویا کہ نمازی اللہ کی تحیت کرتا ہے اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور اس کے اولیاء پر اور اپنے اوپر سلام پیش کرتا ہے، اخبار کا

ارادہ نہ کرے۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر یوں فرمایا:

اَیْ لَا یَقْصِدُ الْاِخْبَارَ وَالْحِکَایَۃَ عَمَّا وَقَعَ فِی الْمِعْرَاجِ مِنْہُ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ مِنْ رَّبِّہٖ سُبْحَانَہٗ وَ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ

کہ التحیات میں اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ میں واقعۂ معراج کی نقل و حکایت کا ارادہ نہ کرے.......۔

(ردالمختار، ص358)

حضرت شیخ المحدثین شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَۃُ اللہِ وَ بَرَکَاتُہٗ کے بیان میں فرماتے ہیں:

ونیز آں حضرت ہمیشہ نصب العین مومناں وقرۃ العین عابدان است درجمیع احوال و اوقات خصوصاً درحالت عبادت وآخرآن کہ وجودنورانیت وانکشاف دریں محل بیش تر وقوی تر است وبعضے ازعرفا گفتہ اند کہ ایں خطاب بجہت سریان حقیقت محمدیہ است در ذرائر موجودات و افراد ممکنات پس آں حضرت درذوات مصلیان موجود وحاضر است پس مصلی باید کہ ازیں معنیٰ آگاہ باشد وازیں شہود غافل نبود تا بانوار قرب واسرار معرفت متنور وفائز گردد۔

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ، ص312)

کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مومنوں کے نصب العین اور عابدوں کی آنکھ کی ٹھنڈک ہیں تمام حالتوں میں اور تمام وقتوں میں خصوصاً عبادات کی حالت میں کیوں کہ اس مقام میں نورانیت وانکشاف بہت زیادہ قوی تر ہوتا ہے اس لیے بعض عارفین نے فرمایا ہے کہ یہ خطاب السلام علیك ایھا النبی اس لیے ہے کہ حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجودات کے ذرے ذرے اور ممکنات کے ہر فرد میں سرایت کیے ہوئے ہے پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمازیوں کی ذات میں موجود حاضر ہیں، نمازی کو چاہیے کہ اس حقیقت سے آگاہ رہے اور اس شہود سے غافل نہ ہو، تاکہ نور و معرفت کے اسرار

سے منور اور کامیاب ہو جائے۔

حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ التحیات کے بیان فرماتے ہیں:

وَ اَحْضِرْ فِیْ قَلْبِكَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ شَخْصَہُ الْکَرِیْمَ وَقُلِ السَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ وَ لْیَصْدُقْ اَمَلُكَ فِیْ اَنَّہٗ یَبْلُغُہٗ وَ یَرُدُّ عَلَیْكَ مَا ھُوَا اَوْفٰی مِنْہُ

(احیاء العلوم، ج 1، ص 107)

کہ اے نمازی التحیات میں السَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ پڑھنے کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے دل میں حاضر کر کے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت مبارکہ کا تصور دل میں جما کر السَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ عرض کر اور یقین جان کہ یہ سلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچ رہا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کا جواب وافی اپنی شان کریمہ کے لائق فرماتے ہیں۔

قطب ربانی حضرت امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

سَمِعْتُ سَیِّدِیْ عَلِیْ خَوَاص رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی یَقُوْلُ اِنَّمَا اَمَرَ الشَّارِعُ الْمُصَلِّیَ بِالصَّلٰوۃِ وَ السَّلَامِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی التَّشَھُّدِ لِیَتَنَبَّہَ الْغَافِلِیْنَ فِیْ جُلُوْسِھِمْ بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ عَلٰی شُھُوْدِ نَبِیِّھِمْ فِیْ تِلْكَ الْحَضْرَۃِ فَاِنَّہٗ لَا یُفَارِقُ حَضْرَۃَ اللّٰہِ اَبَدًا فَیُخَاطِبُوْنَہٗ بِالسَّلَامِ مُشَافَھَۃً

(کتاب المیزان، مطبوعہ مصر، ص 145)

میں نے سیدی علی خواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا، وہ فرماتے تھے شارع (حقیقی) نے (قعدہ) تشہد میں نمازی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام پڑھنے کا حکم صرف اس لیے دیا کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں بیٹھنے والے غافلوں کو اس بات پر تنبیہ فرما دے کہ جہاں وہ بیٹھے ہیں اس بارگاہ میں ان کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تشریف فرما ہیں اس لیے کہ وہ دربار خداوندی سے کبھی جدا نہیں ہوتے پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بالمشافہ (روبرو)

سلام کے ساتھ خطاب کرتے ہیں۔

اس عبارت میں شُهُوْدِ نَبِيِّهِمْ فِيْ تِلْكَ الْحَضْرَةِ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ ایزدی میں جلوہ گر ہونا) اور فَاِنَّهٗ لَا يُفَارِقُ حَضْرَةَ اللهِ اَبَدًا (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارگاہ الٰہی سے کسی وقت جدا نہیں ہوتے) اور فَيُخَاطِبُوْنَهٗ بِالسَّلَامِ مُشَافَهَةً (بالمشافہ یعنی حضور کے روبرو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کے خطاب کرتے ہیں) خاص طور پر قابل غور جملے ہیں۔ یہ تینوں جملے اس مقام پر مخالفین کے تمام شکوک وشبہات کا قلع قمع کر رہے ہیں، ایسے چمکتے ہوئے دلائل کے سامنے کسی کور باطن کا یہ کہنا کہ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ معاذ اللہ بعید غائب کو خطاب ہے حضور کی محض خیالی صورت ہوتی ہے، خود حضور بارگاہ ایزدی میں حاضر نہیں ہوتے، کیسی دیدہ دلیری اور ہٹ دھرمی ہے، بھلا کوئی منصف مزاج ایسے روشن کلمات کے ہوتے ہوئے اس تنگ نظری اور خیال خام کو قبول کر سکتا ہے؟

اس مضمون کو تشہد کے بیان میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف فتح الباری شرح صحیح بخاری میں حسب ذیل ایمان افروز عبارت میں ارقام فرمایا ہے۔

وَ يَحْتَمِلُ اَنْ يُّقَالَ عَلٰى طَرِيْقِ اَهْلِ الْعِرْفَانِ اَنَّ الْمُصَلِّيْنَ لَمَّا اسْتَفْتَحُوْا بَابَ الْمَلَكُوْتِ بِالتَّحِيَّاتِ اُذِنَ لَهُمْ بِالدُّخُوْلِ فِيْ حَرِيْمِ الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ فَقَرَّتْ اَعْيُنُهُمْ بِالْمُنَاجَاتِ فَنُبِّهُوْا عَلٰى ذٰلِكَ بِوَاسِطَةِ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ وَ بَرَكَةِ مُتَابَعَتِهٖ فَالْتَفَتُوْا فَاِذَ الْحَبِيْبُ فِيْ حَرَمِ الْحَبِيْبِ حَاضِرٌ فَاَقْبَلُوْا عَلَيْهِ قَآئِلِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكَاتُهٗ

اہل عرفان کے طریقے پر یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ جب نمازیوں نے التحیات کے ساتھ ملکوت کا دروازہ کھلوایا تو انہیں حی لا یموت (اللہ تعالیٰ کی) بارگاہ میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی اور ان کی آنکھیں فرحت مناجات سے ٹھنڈی ہوئیں تو انہیں اس بات پر تنبیہ کی گئی کہ بارگاہ خداوندی میں انہیں یہ جو شرف باریابی حاصل ہوا ہے یہ سب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکتِ متابعت کا طفیل ہے نمازیوں

(فتح الباری، جلد ثانی، مطبوعہ مصر، ص250) نے اس حقیقت سے باخبر ہو کر بارگاہ خداوندی میں جو نظر اٹھائی تو دیکھا کہ حبیب کے حرم میں حبیب حاضر ہے یعنی دربار خداوندی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ گر ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتے ہی اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكَاتُهٗ کہتے ہوئے حضور علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے۔

یہی عبارت عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد 6، ص 111، اور مواہب اللدنیہ جلد ثانی ص320، زرقانی شرح مواہب جلد 7، ص229، زرقانی شرح موطا امام مالک، جلد اول، ص170، سعایہ جلد ثانی، ص 227، فتح الملہم، جلد ثانی، ص143، اوجز المسالک، جلد اول، ص265 پر بھی بعینہا مرقوم ہے۔ ہم نے تکرار اور اعادہ سے بچنے کے لیے صرف کتابوں کے نام مع صفحات تحریر کرنے پر اکتفا کر لیا مَنْ شَآءَ الْاِطِّلَاعَ فَلْيَرْجِعْ اِلَيْهَا۔

(تسکین الخواطر فی مسئلۃ الحاضر والناظر، ص59، مصنفہ علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی)

نوٹ:۔(جو آگہی چاہے وہ ان کتب میں دیکھ لے)

مقام غور ہے کہ ان تمام محدثین کرام یعنی حافظ ابن حجر عسقلانی و امام قسطلانی و امام بدر الدین عینی و امام زرقانی و حجۃ الاسلام امام محمد غزالی و شیخ محقق مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہم حتیٰ کہ سرگروہ منکرین صاحب فتح الملہم و اوجز المسالک سب بیک زبان کہہ رہے ہیں کہ فَاِذَ الْحَبِيْبُ فِيْ حَرَمِ الْحَبِيْبِ حَاضِرٌ۔ یعنی جب نمازی دربار الٰہی میں نظر اٹھاتا ہے تو حبیب کو حرم حبیب میں حاضر پاتا ہے اور فوراً عرض کرتا ہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكَاتُهٗ۔

یہ الگ بات ہے کہ جن لوگوں کے دلوں میں مرض تھا انہوں نے حاضر کے معنی غائب

اور اثبات کے معنی نفی سمجھ لیے۔ یہ ان کی اپنی شومئ قسمت اور کور باطنی ہے کہ انہیں کسی نماز میں حرم حبیب کی حاضری اور جمال حبیب کے مشاہدہ کی سعادت ہی نصیب نہ ہوئی۔

سچے مسلمانوں کو مشرک و بدعتی قرار دینے والے ''مفتی صاحبان'' نہیں معلوم ان اکابر حضرات کے بارے میں کیا کہیں گے؟ جو یہ فرما رہے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں جب سلام عرض کرو تو یہ عقیدہ رکھو کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضر و ناظر ہیں اور ہمارا سلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پیش ہو رہا ہے۔

یہ محدثین حضرات تو بہت بڑے بڑے ائمہ ہیں، اسلامی دنیا میں ان کا مقام اہل علم سے مخفی نہیں خود غیر مقلدین کے امام جناب نواب صدیق حسن خاں بھوپالی فرماتے ہیں:

ونیز آں حضرت ہمیشہ نصب العین مومناں وقرۃ العین عابدان است در جمیع احوال و اوقات خصوصاً در حالت عبادت وآخر آں کہ وجود نورانیت وانکشاف دریں محل بیش تر قوی تر است وبعضے از عرفا گفتہ اند کہ ایں خطاب بجہت سریان حقیقت محمدیہ است در ذرائر موجودات و افراد ممکنات پس آن حضرت در ذوات مصلیان موجود وحاضر است پس مصلی را باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد وازیں شہود غافل نبود تا بہ انوار قرب و اسرار معرفت متنور و فائز گردد آرے۔

کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مومنوں کے نصب العین اور عابدوں کی آنکھ کی ٹھنڈک ہیں تمام حالتوں اور تمام اوقات میں خصوصاً عبادات کی حالت میں کیوں کہ اس مقام میں نورانیت و انکشاف بہت زیادہ قوی تر ہوتا ہے اس لیے بعض عارفوں نے فرمایا۔ کہ یہ خطاب یعنی اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ اس لیے ہے کہ حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجودات کے ذرہ ذرہ اور ممکنات کے ہر فرد میں سرایت کیے ہوئے ہے پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمازیوں کی ذات میں موجود حاضر ہیں، نمازی کو چاہیے کہ اس معنیٰ سے آگاہ رہے اور اس شہود سے غافل نہ ہو تا کہ قرب کے نور اور معرفت کے بھیدوں سے منور اور

در راہ عشق مرحلہ قرب و بعد نیست — کامیاب ہو جائے۔
می بینمت عیاں و دعا می فرستمت — عشق کی راہ میں قرب و بعد نہیں
(مسک الختام شرح بلوغ المرام، ص 459) — میں آپ کو ظاہر اُ دیکھتا اور دعا کرتا ہوں

لیجئے نواب صاحب نے تو شرک کے انبار لگا دیے۔ فرما رہے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر عبادت میں مسلمانوں کے پیش نظر ہیں ہر نمازی کی ذات، بلکہ ہر ذرۂ ممکنات میں موجود ہیں۔ نمازی نماز میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشاہدہ سے غافل نہ ہوتا کہ قرب نور اور معرفت کے اسرار سے منور ہو۔ ان پر بھی کفر و شرک کا فتویٰ لگے گا یا نہیں؟

الغرض ہر طرح یہ ثابت ہو گیا کہ یہ درود شریف اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ پڑھنا جائز ہے اور اس درود شریف کے پڑھنے کو کفر اور شرک کہنا گویا بے شمار سچے مسلمانوں کو کافر و مشرک بنا دینے کے مترادف ہے۔

بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ درود شریف منقول نہیں ہے چناں چہ اسی وجہ سے وہ کہا کرتے ہیں کہ سوائے درود ابراہیمی کے اور کوئی درود شریف پڑھنا جائز نہیں۔ یہ محض غلط ہے (☆)۔ ورنہ ان لوگوں کو چاہیے کہ وہی غذائیں اور دوائیں استعمال کیا کریں جو منقول ہیں۔ منقول کے علاوہ کوئی غذا یا دوا استعمال کریں گے تو ان کے لیے وہ ناجائز ہو گی جس طرح ہر وہ غذا جو شریعت میں حرام نہیں، اس کا کھانا جائز ہے، اسی طرح ہر وہ درود جو شریعت میں منع نہیں، اس کا پڑھنا جائز ہے۔ کیوں کہ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا میں کھانا اور پینا مطلق ہے اور صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا میں صلوٰۃ اور سلام مطلق ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ ہر وہ درود شریف اور سلام جو شریعت میں منع نہیں، وہ جائز ہے۔ کیا کوئی مولوی یا مفتی ایسا ہے جو یہ ثابت کر دے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس درود شریف اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ سے منع فرمایا ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ اس کی تائید ملتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

چنانچہ ابن ابی فدیک رضی اللہ عنہ (جن کے متعلق ملا علی قادری اور علامہ زرقانی فرماتے ہیں و

☆ اگر درود ابراہیمی کے سوا کوئی دوسرا درود شریف پڑھنا لکھنا جائز نہیں تو درود و سلام کے یہ الفاظ ''صلی اللہ علیہ وسلم'' ان مفتیوں کے نزدیک کیا حکم رکھتے ہیں؟

ثقه جماعة واحتج به اصحاب الکتب الستة) فرماتے ہیں:

سَمِعْتُ بَعْضَ مَنْ اَدْرَكْتُ يَقُوْلُ بَلَغَنَا اَنَّهٗ مَنْ وَّقَفَ عِنْدَ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ اَلْاٰيَةَ ثُمَّ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ حتی يَقُوْلُهَا سَبْعِيْنَ مَرَّةً نَادَاهُ مَلَكٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا فُلَانُ وَلَنْ تَسْقُطَ لَهٗ حَاجَةٌ (شرح شفا للقاری، ج2،ص151، زرقانی علی المواہب، ج8،ص307)

میں نے بعض ائمہ حدیث سے سنا ہے فرماتے تھے کہ ہمیں یہ حدیث پہنچی ہے کہ جو شخص حضور ﷺ کی قبر مبارک کے پاس کھڑے ہوکر یہ آیت پڑھے اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ آخر تک، پھر ستر مرتبہ کہے صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ تو ایک فرشتہ کہتا ہے کہ اے شخص اللہ تعالیٰ تجھ پر رحمتیں نازل کرتا ہے اور اس کی تمام حاجتیں پوری کردی جاتی ہیں۔

علامہ علی برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ روایت نقل فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ جب کسی حاجت کے لیے صحرا و جنگل میں تشریف لے جاتے:

فَلَا يَمُرُّ بِحَجَرٍ وَّلَا شَجَرٍ اِلَّا قَالَ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (سیرت حلبیہ، ج1،ص361، کنز العمال:35436)

تو آپ جس پتھر یا درخت کے پاس سے بھی گزرتے وہ کہتا اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔

علامہ امام شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَالْمَنْقُوْلُ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ فِيْ تَحِيَّتِهٖ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (شفاء قاضی عیاض، ج1،ص454)

منقول ہے کہ صحابہ کرام دربار رسالت میں تحیت پیش کرتے ہوئے یوں کہتے تھے اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔

علامہ امام محمد بن عبد الباقی المالکی زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اِنَّهٗ وَرَدَ فِيْ عِدَّةِ طُرُقٍ جَمَاعَةٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ اِنَّهُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ

کہ بے شک طرق متعددہ سے ثابت ہے کہ صحابہ کرام کی ایک جماعت (صلوٰۃ کے الفاظ) یوں کہتی تھی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ۔　(زرقانی علی المواہب، ج2، ص331)

بیہقی شریف میں ہے صحابہ کرام نے عرض کی یا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ اِذَا نَحْنُ صَلَّيْنَا فِيْ صَلٰوتِنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ: یا رسول اللہ ہم اپنی نمازوں میں آپ پر کیسے درود بھیجیں آپ پر اللہ کی صلوٰۃ ہو؟ تو آپ نے فرمایا: کہو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ الخ۔ (بیہقی شریف:2849)

اس حدیث سے دو مسئلے ثابت ہوئے کہ ایک یہ کہ نماز میں درود ابراہیمی پڑھنے کی تعلیم ہے اور دوسرا یہ کہ صحابہ کرام کے بھی نماز کے علاوہ الفاظِ صلوٰۃ یہ ہوتے تھے یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ میرا جنازہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ اطہر پر لے جانا اور عرض کرنا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیک وسلم) آپ کا یارِ غار ابوبکر صدیق حاضر ہے۔ چناں چہ جب آپ کا جنازہ روضہ اقدس پر لایا گیا تو صحابہ کرام نے بایں الفاظ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عرض کر کے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)، یہ ابوبکر دروازہ پر حاضر ہیں، فوراً دروازہ خود بخود کھل گیا اور قبر شریف سے آواز آئی اُدْخِلُوا الْحَبِيْبَ اِلَى الْحَبِيْبِ حبیب کو حبیب کے پاس لے آؤ۔

(تفسیر کبیر، ج5، ص475، کنز العمال:35729)

ان روایات سے بھی معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری زمانہ پاک میں بھی بصیغہ خطاب وندا صلوٰۃ وَ سَلَام پڑھا گیا لہٰذا شرک و بدعت نہ ہوا۔ آخر میں مسلمان بھائیوں سے پرزور اپیل ہے کہ ان شرک ساز مفتیوں کے چکر میں نہ آئیں بلکہ نہایت ذوق وشوق، الفت و محبت سے اس درود شریف اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ کو خوب پڑھیں اور بے شمار رحمتوں اور برکتوں سے سرفراز ہوں۔

وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةً وَّ سَلَامًا عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

ندائے ''یارسول اللہ!''

(صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ وَسَلَّم)

نعرۂ رسالت لگانا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ''یا رسول اللہ'' کہہ کر پکارنا، جائز اور قرآن وحدیث سے ثابت ہے، ملاحظہ ہو، ارشاد ہوتا ہے:

قُلْ يَآيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (اعراف:158) میرے حبیب فرما دیجئے کہ اے لوگو بے شک میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

اس آیہ کریمہ میں غور کیجئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انسانوں کو یَا کہہ کر خطاب فرمایا۔اب سوال یہ ہے کہ اس خطاب کے مخاطب کون ہیں؟

کیا مخاطب مکہ مکرمہ کے وہ چند افراد ہیں جو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے تھے، اگر جواب ''ہاں'' ہو تو پھر کہنا پڑے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں کی طرف رسول بن کر آئے اور آگے جو حکم ہے فَاٰمِنُوْا بِاللهِ وَرَسُوْلِهٖ (الآیۃ) کہ ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر، یہ بھی انہیں کے لیے تھا۔نہیں نہیں، بلکہ یہ خطاب دنیا کے تمام انسانوں کو ہے، جو قیامت تک ہونے والے ہیں، کیوں کہ خطاب عام ہے اور لفظ جَمِيْعًا اس پر قرینہ عموم ہے جیسا کہ مفسرین حضرات کا اس پر اتفاق ہے،لہٰذا ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام انسانوں کو جو قیامت تک ہونے والے تھے،یَا کہہ کر پکارا۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت اللہ شریف کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ (الحج:27) پکار دے لوگوں میں حج کے واسطے۔

اس حکم الٰہی کو سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک پہاڑ پر چڑھ گئے اور کھڑے ہو کر چاروں طرف پکارا يَآيُّهَا النَّاسُ! اے لوگو! تم پر اللہ نے حج فرض کیا ہے لہٰذا تم حج کو آؤ! حضرت

ابراہیم علیہ السلام کی آواز ہر ایک روح نے جو ماں باپ کے اصلاب و ارحام میں تھی، سن لی جس کی تقدیر میں حج تھا اس کی روح نے لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ کہا۔

(مدارک وخازن، ج3،ص286)

غور فرمائیے! حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تمام انسانوں کو یَا کہہ کر پکارا، حالاں کہ وہ تمام انسان حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس حاضر تو کیا بلکہ ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے اور لطف یہ کہ آواز تمام روحوں نے سن لی۔ حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام تمام لوگوں کو حج کے لیے یَا کہہ کر پکارا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام لوگوں کو اپنی رسالت کے لیے یَا کہہ کر پکارا۔ جس نے خلیل اللہ علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہا وہ حاجی ہوا اور جس نے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز پر لبیک کہا وہ مومن ہوا۔

اب پوچھیے ان مفتیوں سے جو کہتے ہیں کہ یَا کہہ کر صرف حاضر کو پکارا جاتا ہے جو حاضر نہ ہو، اس کو یَا کہہ کر پکارنا شرک ہے۔ اے مفتیو! بولو کیا قیامت تک ہونے والے تمام انسان، حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر تھے یا غائب؟ اگر کہیں کہ حاضر تھے تو ان سے پوچھیے جو ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے، وہ حاضر کس طرح تھے؟ اور اگر کہیں کہ غائب تھے تو پھر پوچھیے کہ غائبوں کو یَا کہہ کر پکارنا تو تمہارے مذہب میں شرک ہے، تو کیا پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلیل اللہ علیہ السلام نے شرک کیا تھا اور کیا ان کو اللہ نے شرک کرنے کا حکم دیا تھا؟ (معاذ اللہ)

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو:

فَصَعِدَ الرِّجَالُ وَالنِّسَآءُ فَوْقَ الْبُيُوْتِ وَ تَفَرَّقَ الْغِلْمَانُ وَالْخَدَمُ فِي الطُّرُقِ يُنَادُوْنَ يَا مُحَمَّدُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَا مُحَمَّدُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (صحیح مسلم شریف:75)

مرد اور عورتیں گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے اور بچے اور خادم گلیوں میں متفرق ہو گئے اور سب کے سب ندا کرتے یعنی نعرے لگاتے تھے یا محمد، یا رسول اللہ، یا رسول

اللہ۔(صلی اللہ علیک وسلم)

اس حدیث سے دو باتیں ثابت ہوئیں ایک تو یہ کہ خوشی کے وقت نعرۂ رسالت یعنی یا محمد یا رسول اللہ کی صدا لگانا بدعت نہیں ہے۔ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ پاک اور آپ کی موجودی میں لگایا گیا دوسری یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو یَا کہہ کر پکارنا شرک نہیں، اگر شرک ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرض تھا کہ انہیں منع فرما دیتے اور شرک سے بچاتے۔

بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود یا رسول اللہ کہنے کی تعلیم فرمائی ہے۔ چناں چہ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک نابینا صحابی کو دعا تعلیم فرمائی کہ بعد نماز یوں کہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ قَالَ اَبُوْ اِسْحٰقَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ (ابن ماجہ: 1385، نسائی: 10419، ترمذی: 3578، حاکم: 1180، بیہقی، ابن خزیمہ: 1219، طبرانی: 508، کنز العمال: 3640)

اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں بوسیلہ تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہ نبی رحمت ہیں۔ یا محمد (صلی اللہ علیک وسلم) میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف اس حاجت میں متوجہ ہوا ہوں کہ میری حاجت روا ہو، الٰہی! حضور کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

حضرت عثمان فرماتے ہیں کہ جب اس نابینا نے نماز پڑھ کر یہ دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھیں عطا کر دیں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ کبھی اندھا ہی نہ تھا۔ (معجم طبرانی صغیر)

اس حدیث مبارک میں ادنیٰ سا غور کرنے سے معلوم ہوگا حدیث مبارک کے تین حصے ہیں۔ حصہ اول میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیلہ مبارک کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا گیا۔ حصہ دوم میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بہ حرف ندا یَا مُحَمَّد کہہ کر یہ عرض کیا گیا ہے کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیک وسلم) حضور آپ کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاجت پیش کی گئی

ہے تا کہ پوری ہو، حضور آپ بھی از راہ کرم ذرا سفارش فرما دیں۔ حصہ سوم میں پھر اللہ کے دربار میں عرض کیا گیا کہ اے اللہ! ہماری اس حاجت کے سلسلہ میں حضور کی شفاعت قبول فرما۔ اور یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ یہ وہ دعا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنے صحابی کو تعلیم فرمائی۔ اب ان مفتیوں سے پوچھیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلے سے مانگنا اور حضور کو یَا کہہ کر پکارنا، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شفیع ماننا، اگر شرک و بدعت ہے، تو کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابی کو شرک و بدعت کی تعلیم دی تھی؟ اور کیا وہ صحابی شرک و بدعت کے مرتکب ہوئے تھے؟ (معاذ اللہ) معلوم ہوا کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود یہ تعلیم فرمائی ہے کہ اللہ سے مانگو تو ہمارے وسیلہ سے مانگو، اور ہمیں یا رسول اللہ کہہ کر ہماری شفاعت طلب کرو۔ اب دیکھئے صحابہ کرام تابعین عظام، ائمہ، علماء، اولیاء، مومنین کا عمل اس بارے میں کیا ہے؟

امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ایک شخص امیر المومنین کے دربار میں اپنی کوئی حاجت لے کر حاضر ہوا، امیر المومنین نے اس کی طرف التفات نہ فرمایا، اس شخص نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں محتاج ہوں مگر امیر المومنین میری طرف التفات نہیں فرماتے۔ حضرت عثمان بن حنیف نے فرمایا جاؤ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھو! اور اس کے بعد یہ دعا پڑھو اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیۡكَ الخ (وہی دعا جو اوپر گزری ہے) اس شخص نے ایسا ہی کیا۔ نماز کے بعد یہی دعا پڑھی اور پھر امیر المومنین کے دربار میں حاضر ہوئے۔ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان کو نہایت شفقت و محبت سے بلا کر اپنے پاس قالین پر بٹھایا اور ان کی التجا سنی، اور ان کی حاجت روائی کی اور فرمایا جب تمہیں کوئی حاجت پیش آیا کرے ہمارے پاس چلے آیا کرو! اس کے بعد وہی صاحب حضرت عثمان بن حنیف کے پاس حاضر ہوئے اور شکریہ ادا کیا کہ آپ نے امیر المومنین کے پاس میری سفارش فرمائی ہے جس کی وجہ سے انہوں نے مجھ پر نہایت مہربانی فرمائی ہے۔

حضرت عثمان بن حنیف نے فرمایا قسم خدا کی میں نے آپ کی کوئی سفارش امیر

المومنین کے پاس نہیں کی بلکہ یہ اس دعا کی برکت ہے جو میں نے آپ کو بتائی تھی کہ بعد نماز اسے پڑھنا، کیوں کہ یہی دعا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سامنے ایک نابینا کو تعلیم فرمائی۔ جب اس نابینا نے نماز کے بعد اس دعا کو پڑھا، اللہ تعالیٰ نے اس کو آنکھیں عطا کر دیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا کبھی اندھا ہی نہ تھا۔ (معجم طبرانی صغیر:508)

چناں چہ حافظ الحدیث امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''عمل الیوم واللیلہ'' میں اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالقادر صاحب اور ان جیسے دیگر بزرگان دین فرماتے ہیں کہ آج بھی اگر کسی کو کوئی حاجت پیش آوے تو دو رکعت نماز کے بعد یہی دعا پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روا فرمائے گا (مجربات عزیزی) اور یہ اسی صحابی کے لیے نہ تھی، بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے ہر حاجت مند کے لیے اس کا پڑھنا جائز ہے اور بہت ہی باعث رحمت و برکت ہے۔

دیکھئے اس میں وسیلہ بھی ہے اور ندائے یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہے اگر یہ دعا شرک و بدعت ہوتی تو کیا امام جلال الدین سیوطی و شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز صاحبان شرک و بدعت کے کرنے کا حکم فرما رہے ہیں؟ اور کیا ان کو شرک و بدعت کا زیادہ علم تھا یا آج کل کے شرک و بدعت ساز مفتیوں کو زیادہ علم ہے؟

امام نووی شارح صحیح مسلم شریف فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا پاؤں سو گیا، انہوں نے یا محمداہ کہا، اسی وقت اچھا ہو گیا۔ (کتاب الاذکار، ص36)

اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باب باندھا ہے کہ اگر کسی کا پاؤں سن ہو جائے تو وہ کیا کہے، پھر یہ حدیث لکھی کہ حضرت عبدالرحمٰن بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

خَدِرَتْ رِجْلُ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ اُذْكُرْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَيْكَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ (الادب المفرد، ص964:142)	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا پاؤں سن ہو گیا تو کسی نے ان سے کہا کہ اس کو یاد کرو جو تمہیں سب لوگوں سے زیادہ پیارا ہے۔

عبداللہ نے کہا یا محمد (صلی اللہ علیک وسلم)

پاؤں اسی وقت ٹھیک ہو گیا۔

گویا امام بخاری نے قیامت تک کے مسلمانوں کے لیے یہ قانون بنا دیا کہ جب بھی کسی کا پاؤں سو جائے تو وہ یا محمد (صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ وَسَلَّم) کہے، پاؤں ٹھیک ہو جائے گا کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلیل القدر صحابی نے ایسا کیا۔ کیا امام بخاری کو شرک و بدعت کا علم نہیں تھا؟ اگر ''یا رسول اللہ'' کہنا شرک ہوتا، تو امام بخاری کبھی یہ قانون نہ بناتے اور یہ امر ان دونوں صحابیوں کے علاوہ اور بزرگوں سے بھی مروی ہے۔ اہل مدینہ میں یا محمداہ صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ وَسَلَّم کہنے کی عادت چلی آتی ہے۔ (دیکھو نسیم الریاض شرح شفاء)

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات شریف کے بعد حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یوں پکارا۔

اَلَا يَا رَسُوْلَ اللهِ كُنْتَ رِجَاءَنَا وَ كُنْتَ بِنَا بِرًّا وَلَمْ تَكُ جَافِيًا

یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ہماری امید گاہ تھے اور آپ ہم پر شفیق تھے اور سخت نہ تھے۔

وَ كُنْتَ رَحِيْمًا هَادِيًا وَّ مُعَلِّمًا لِيَبْكِ عَلَيْكَ الْيَوْمَ مَنْ كَانَ بَاكِيًا

اور آپ رحیم، ہادی اور معلم تھے جس کو رونا ہو آج آپ پر روئے۔

فِدٰى لِرَسُوْلِ اللهِ اُمِّيْ وَ خَالَتِيْ وَ عَمِّيْ وَ خَالِيْ ثُمَّ نَفْسِيْ مَالِيَا

رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) پر فدا میری ماں اور میری خالہ اور میرا چچا اور میرا ماموں پھر میری جان اور میرا مال۔ (زرقانی علی المواہب، ج 8، ص 284، سبل الہدی والرشاد 86/11)

حلب، ایک مستقل سلطنت تھی، اس میں دو بھائی تھے۔ ایک کا نام یوحنا اور دوسرے کا نام یوقنا تھا، یوحنا عابد و زاہد اور یوقنا بہادر سپاہی تھا۔ جب حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ، امیر لشکر اسلام نے حلب کی طرف رخ کیا تو یوقنا پانچ ہزار فوج کے ساتھ مسلمانوں کے مقابلے کے لیے تیار ہوا۔ یوحنا نے اس کو روکا اور صلح کی رائے دی، یوقنا نہ مانا اور اپنی بہادری و کثرت پر ناز کرنے

لگا، کیوں کہ مسلمان لشکر صرف ایک ہزار کی تعداد میں تھا، یوحنا نے کہا بھائی شاید تمہاری موت قریب آ پہنچی ہے جو مسلمانوں سے لڑنا چاہتے ہو۔ بہر حال یوقنا پانچ ہزار فوج کے ساتھ شہر سے باہر نکلا اور مسلمانوں پر اچانک حملہ کر دیا، باوجود اس کے مسلمان ابھی سنبھلنے نہ پائے تھے اور تعداد میں قلیل بھی تھے مگر پھر بھی نہایت ہی استقلال و جواں مردی سے مقابلہ کرتے رہے۔ مقابلہ جاری تھا کہ اچانک دشمن کی مدد کے لیے اور بہت زیادہ فوج آ گئی اور آتے ہی حملہ کر دیا۔ جب مسلمانوں نے اس فوج کثیر کو دیکھا تو یقین کر لیا کہ اب بچنے کی امید نہیں۔ چناں چہ حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہ سالار لشکر نہایت اضطرار کی حالت میں یَا مُحَمَّدُ یَا مُحَمَّدُ یَا نَصْرَ اللہِ اَنْزِلْ پکارتے اور مسلمانوں کو تسلی دیتے کہ گھبراؤ نہیں، ابھی نصرت آتی ہے، ایک رات اسی حالت میں میدان کارزار گرم رہا، اسی اثنا میں اہل حلب نے آ کر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر صلح کر لی جب وہ شہر کو واپس ہوئے تو یوقنا کو خبر ہوئی کہ اہل حلب مسلمانوں سے صلح کر کے ان کے طرف دار ہو گئے ہیں۔ یوقنا نے فوج کثیر کے ساتھ اس صلح کے الزام میں اہل شہر پر ہلہ بول دیا اور قتل عام شروع کر دیا۔ جس سے شہر میں کہرام (قہر عام) مچ گیا۔ یوحنا نے آ کر بھائی کو سمجھایا اور صلح کی رائے دی اور اس قسم کی باتیں کیں جن سے مسلمانوں کی طرف داری معلوم ہوتی تھی۔ یوقنا پہلے ہی بہت غصے میں تھا کہ اہل شہر نے دشمن کے ساتھ صلح کیوں کی ہے۔ ایسے میں اپنے بھائی کی طرف داری دیکھ کر اور غضب ناک ہو گیا۔ اور بھائی سے کہا تو بھی واجب القتل ہے۔ یوحنا نے آسمان کی طرف مونھ کر کے کہا یا اللہ تو گواہ رہ کہ میں اپنی قوم کے دین کا مخالف ہوں اور اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللہُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہِ پڑھ کر اپنے بھائی یوقنا سے کہا اب جو تمہاری مرضی ہو کرو! یوقنا نے اپنی تلوار سے بھائی کا سر جسم سے جدا کر دیا، اور پھر اہل شہر کے قتل عام میں مشغول ہو گیا۔ ابھی تین سو آدمی قتل ہوئے تھے کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ وہاں آ پہنچے اور یوقنا سے سخت لڑائی کی۔ یہاں تک کہ یوقنا تاب نہ لا سکا اور فوج کے ساتھ بھاگ کر قلعہ میں پناہ گزین ہوا۔ پانچ ماہ تک مسلمانوں نے قلعہ کا محاصرہ کیا اور بہت سی تکلیفیں اٹھائیں اور یوقنا نے بھی مسلمانوں کو

بہت مصیبتیں پہنچائیں اچانک ایک روز یوقنا نے حضرت ابوعبیدہ کو اطلاع دی کہ میں نے دین اسلام قبول کرلیا ہے۔ اب میں تمہارا بھائی ہوں اور اس نے قلعہ کے دروازے کھول دیئے اور کلمہ توحید پڑھتا ہوا آیا اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے ملا۔ وہ بہت حیران ہوئے کہ یہی یوقنا کل تک ہمارا دشمن تھا اور ہمارے لشکر کو تباہ کرنے کی فکر میں تھا اور آج کلمہ توحید پڑھ رہا ہے۔ آپ نے اس سے مسلمان ہونے کی وجہ پوچھی، اس نے کہا اے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ واقعہ یہ ہے کہ میں کل اس امر میں متفکر تھا کہ آپ لوگ ہمارے قلعہ تک کیسے پہنچ گئے؟ کیوں کہ ہمارے نزدیک کوئی قوم عرب سے زیادہ ضعیف نہیں سمجھی جاتی۔ اسی فکر میں میری آنکھ لگ گئی۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص تشریف فرما ہیں کہ ان کا چہرہ چاند سے زیادہ روشن اور ان کی خوش بو مشک سے زیادہ بہتر ہے میں نے لوگوں سے پوچھا، یہ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا یہ اللہ کے نبی محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں۔ میں نے ان سے عرض کی کہ اگر آپ نبی ہیں تو دعا کیجئے کہ مجھ کو عربی آجائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اے یوقنا میں محمد اللہ کا رسول ہوں۔ عیسیٰ علیہ السلام نے میری ہی بشارت دی ہے۔ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ پڑھو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ یہ سنتے ہی میں کلمہ پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہوگیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر بوسہ دیا۔ جب بیدار ہوا تو میرے مونھ سے کستوری سے بہتر خوش بو آرہی تھی اور مجھے عربی بھی آگئی تھی۔ اے ابوعبیدہ! جس طرح میں اب تک اطاعت شیطان میں جنگ کرتا تھا۔ اب اللہ کی راہ میں کروں گا۔ یہاں تک کہ اپنے بھائی یوحنا سے جاملوں۔ اب میرے دل میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کسی کی محبت باقی نہیں ہے۔ ملخصاً۔ (فتوح الشام 239/1، ناسخ التواریخ)

دیکھئے حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہ نے جب کفار کی بے شمار فوج کے مقابلے میں مسلمانوں کا سرفراز ہونا دشوار ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارا کہ حضور جلد مدد فرمایئے اور اس کا ظہور بھی اسی طرح ہوا کہ مسلمانوں کو فتح ہوئی اور فتح بھی کیسی کہ خود فریق مخالف بادشاہ کا مسلمان ہوکر اسلام فوج کا ایک سپاہی اور خادم اسلام بن گیا۔

یہاں یہ بات یاد رہے کہ صرف حضرت کعب رضی اللہ عنہ ہی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں پکارا، بلکہ یہ صحابہ کرام کا عام دستور تھا کہ سختی اور مصیبت کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارتے، اور مدد طلب کرتے اور اس کا مشاہدہ کرتے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا مقابلہ جب مسیلمہ کذاب سے ہوا تو اس وقت مسیلمہ کذاب کے ساتھ ساٹھ ہزار فوج تھی اور مسلمان تعداد میں بہت ہی کم تھے، اس جنگ میں مسلمانوں نے ایسی مصیبتیں اور سختیاں جھیلیں کہ پاؤں اکھڑ گئے۔ جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء نے جو ثابت قدم تھے، یہ دیکھا کہ اب حالت نہایت نازک ہے تو ثُمَّ نَادٰی بِشِعَارِ الْمُسْلِمِیْنَ وَکَانَ شِعَارُھُمْ یَوْمَئِذٍ یَا مُحَمَّدَاہُ۔

(البدایہ والنہایہ، ج2، ص324، ابن اثیر، ج2، ص152، طبری، ج3، ص250)

ترجمہ: پھر انہوں نے مسلمانوں کے شعار کے مطابق ندا کی اور اس دن ان کا شعار یہ ندا تھی یَا مُحَمَّدَاہُ۔

چناں چہ ہر صحابی کی زبان پر یَا مُحَمَّدَاہُ یَا مُحَمَّدَاہُ جاری تھا جس کا اثر یہ ہوا کہ مسیلمہ کذاب ہلاک ہو کر واصل بہ جہنم ہوا اور اس کی فوج کو شکست ہوئی۔ دیکھئے اس جنگ میں سب صحابہ ہی تھے کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات شریف کے ساتھ ہی فوراً یہ جنگ ہوئی۔ ثابت ہوا کہ جنگ میں یَا مُحَمَّدَاہُ کہنا شعار صحابہ تھا۔

جنگ یرموک میں کفار کی فوج پانچ لاکھ کے قریب تھی اور مسلمانوں کی فوج صرف ستائیس ہزار تھی ان میں ایک سو وہ صحابی بھی تھے جو بدری تھے چوں کہ مسلمانوں کی تعداد بہت کم تھی اسی وجہ سے بار بار ہزیمت ہوئی اور سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، چناں چہ ایک بار فوج کے اس حصہ کو ہزیمت ہوئی جس میں حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ تھے اور ان کا گزر عورتوں پر ہوا۔ ہندہ، جو ابوسفیان کی بیوی تھیں، انہوں نے خیمے کا ستون لیا اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کے مونھ پر مار کر ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے کہا۔ ''اے صخر حرب کے بیٹے کہاں بھاگ رہے ہو یہ وقت جان فدا کرنے کا ہے تا کہ اس کا بدلہ ہو جائے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے مقابلہ میں تم کفار کو برانگیختہ کیا کرتے تھے۔ چناں چہ اپنی شکستہ فوج کے ساتھ پھرے اور کفار پر حملہ کیا اور دوسری طرف سے حضرت خالد بن ولید نے بھی سخت حملہ کیا۔ اس وقت سب کی زبان پر یَا محمد یا منصور امتك جاری تھا یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اے فتح مند اپنی امت کی خبر لیجئے۔ خبر لیجئے۔ (ناسخ التواریخ وواقدی۔ فتوح الشام 197/1)

غور کیجئے کہ جب صحابہ اور تابعین جن کی تعداد کفار کے مقابلہ میں بہت ہی کم تھی اور وہ چار پانچ لاکھ کے مقابلے میں ہوں گے تو کیسا سخت وقت ہوگا اور انہوں نے اس حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پکار کر استمداد کی، اس سے ظاہر ہے کہ وہ اس ندا کو عین صواب (درست) سمجھتے تھے۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جب اہل اسلام البھنساء کا محاصرہ کیے ہوئے تھے تو ایک رات وہاں کے بادشاہ نے ایسے شب خون مارا کہ اہل اسلام غفلت میں تھے، کوئی سنبھلنے بھی نہ پایا تھا کہ کفار کی فوج کثیر نے خون ریزی شروع کر دی۔ صحابہ کا بیان ہے کہ وہ رات ایسی پر آشوب اور مصیبت کی تھی کہ ایسی ہم نے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی اس حالت اضطرار میں سب کی زبان پر یَا مُحَمَّدُ یَا مُحَمَّدُ یَا نَصَرَ اللهِ اَنْزِلْ جاری تھا۔ (فتوح الشام 265/2)

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور اسی قسم کا واقعہ نقل فرمایا ہے کہ ایک رات سطیموس دس ہزار سوار لے کر قلعہ سے باہر نکلا اور نہایت سرعت سے اہل اسلام پر شب خون مارا، جس سے لوگ سخت پریشان ہوئے اور ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے گڑبڑ سنتے ہی پکار کر کہا:

وَاغَوْثَاهُ وَامُحَمَّدَاهُ وَ اسلَامَاهُ كِيْدَ قَوْمِيْ وَ رَبِّ الْكَعْبَةِ

یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رب کعبہ کی قسم، میری قوم کے ساتھ مکر کیا گیا ہے، فریاد رسی کیجئے تا کہ یہ سلامت رہیں! (فتوح الشام 276/2)

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے میسرہ بن مسروق کو چار ہزار سپاہیوں کا امیر مقرر کر کے دروب کی طرف روانہ فرمایا، ہرقل کو جب معلوم ہوا کہ مسلمانوں نے ادھر کا قصد کیا ہے تو اس نے تیس ہزار کا لشکر مسلمانوں سے مقابلہ کے لیے روانہ کر دیا۔ جب ہرقل کا لشکر قریب پہنچا

تو میسرہ امیر اسلام متفکر ہوئے، حضرت عبداللہ بن حذافہ نے سبب دریافت کیا، کہا مجھے اپنی ذات کی کچھ فکر نہیں، خوف ہے تو یہ کہ مسلمان کم ہیں اور کفار زیادہ پس مقابلہ کس طرح کیا جائے؟ حضرت حذافہ نے کہا، اے امیر! ہم لوگ کبھی موت سے نہیں ڈرتے، ہم نے تو اپنی جانیں اللہ کی راہ میں وقف کر دی ہیں، چناں چہ کفار کا لشکر اسلام کے مقابلہ میں آ گیا اور ان میں سے ایک شخص نے آگے بڑھ کر کہا اے اہل عرب معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں موت یہاں گھیر لائی ہے بہتر ہے کہ تم اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دو تا کہ تمہیں قید کر کے ہرقل کے پاس بھیج دیں، ورنہ تم میں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑیں گے۔ یہ سن کر ابوالہول دامس رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر اس کو قتل کر ڈالا اور گھمسان کی لڑائی شروع ہوگئی اس وقت دامس رضی اللہ عنہ کی ہم راہی میں ایک ہزار اشخاص تھے جو یَا مُحَمَّدَاهُ یَا مُحَمَّدُ کہتے ہوئے حملہ کرتے تھے۔ ملخصا (7/2)

کیا فرماتے ہیں وہ مفتی صاحبان؟ ان حضرات صحابہ وتابعین کے بارے میں، جنہوں نے مصیبت کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارا اور مدد مانگی، کیا یہ حضرات مشرک تھے؟ العیاذ باللہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں قحط پڑ گیا یعنی ایک عرصہ تک بارش نہ ہوئی تو ایک آدمی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ انور پر حاضر ہو کر عرض کی:

يَا رَسُوْلَ اللهِ اِسْتَسْقِ اللهَ لِاُمَّتِكَ فَاِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوْا فَاَتَاهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ فَقَالَ اِيْتِ عُمَرَ فَاَقْرِءْهُ مِنِّي السَّلَامَ وَ اَخْبِرْهُمْ اِنَّهُمْ مُّسْقُوْنَ (البدایہ والنہایہ، ج7، ص92)

یارسول اللہ! (صلی اللہ علیک وسلم) اپنی امت کے لیے اللہ سے بارش مانگئے ورنہ وہ ہلاک ہو جائے گی پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس شخص کو خواب میں ملے اور فرمایا عمر فاروق کے پاس جا اور ان کو میرا سلام کہہ اور ان کی بارش کی بشارت دے۔

اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد 18 ھ میں پھر قحط پڑا۔ جسے عام الرمادہ کہتے ہیں۔ اس قحط میں حضرت بلال ابن الحارث مزنی رضی اللہ عنہ سے ان کی قوم بنی مزنیہ نے

درخواست کی کہ ہم مرے جاتے ہیں، کوئی بکری ذبح کیجئے، فرمایا بکریوں میں کچھ نہیں رہا ہے انہوں نے اصرار کیا، آخر بکری ذبح کی گئی اور کھال کھینچی تو نری سرخ ہڈی نکلی، یہ دیکھ کر حضرت بلال نے:

فَنَادٰى يَا مُحَمَّدَاهُ فَأُرِيَ فِي الْمَنَامِ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَاهُ فَقَالَ أَبْشِرْ (ابن اثیر، ج 2، ص 235، البدایہ والنہایہ، ج7، ص 91)

ندا کی یا محمداہ! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواب میں تشریف لائے اور بشارت دی۔

امام المحدثین علامہ جلال الدین سیوطی اور علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں کہ ملک شام میں تین بھائی مجاہد تھے جو کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا کرتے تھے۔

فَأَسَرَهُمُ الرُّوْمُ مَرَّةً فَقَالَ لَهُمُ الْمَلِكُ إِنِّيْ أَجْعَلُ فِيْكُمُ الْمُلْكَ وَأُزَوِّجُكُمْ بَنَاتِيْ وَتَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ النَّصْرَانِيَّةِ فَأَبَوْا وَقَالُوْا يَا مُحَمَّدَاهُ فَأَمَرَ الْمَلِكُ بِثَلَاثَةِ قُدُوْرٍ فَصُبَّ فِيْهَا الزَّيْتُ أُوْقِدُ تَحْتَهَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ يُعْرَضُوْنَ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ عَلٰى تِلْكَ الْقُدُرِ يُدْعَوْنَ إِلٰى دِيْنِ النَّصْرَانِيَّةِ فَيَأْبُوْنَ فَأُلْقِيَ الْأَكْبَرُ فِي الْقَدْرِ ثُمَّ أُدْنِيَ الْأَصْغَرُ فَجَعَلَ يَفْتِنُهُ عَنْ دِيْنِهِ بِكُلِّ أَمْرٍ فَقَامَ إِلَيْهِ عِلْجٌ فَقَالَ أَيُّهَا الْمَلِكُ أَنَا أَفْتِنُهُ عَنْ دِيْنِهِ قَالَ بِمَاذَا؟ قَالَ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ الْعَرَبَ أَسْرَعُ شَيْءٍ إِلَى النِّسَاءِ وَلَيْسَ فِي الرُّوْمِ أَجْمَلُ مِنْ اِبْنَتِيْ

ایک دفعہ رومیوں نے انہیں گرفتار کر لیا بادشاہ نے ان سے کہا کہ میں تمہیں ملک دوں گا، اپنی بیٹیوں سے تمہاری شادی کروں گا تم لوگ نصرانی ہو جاؤ، انہوں نے انکار کیا اور پکارا یا محمداہ۔ بادشاہ کے حکم سے تین دیگیں آگ پر رکھ دی گئیں اور ان میں تیل ڈالا گیا، جو تین دن تک کھولتا رہا، وہ روزانہ انہیں دکھایا جاتا اور نصرانیت کی دعوت دی جاتی مگر وہ انکار کرتے رہے۔ اس پر پہلے بڑا بھائی اس کھولتے ہوئے تیل میں ڈالا گیا پھر دوسرا بھی ڈالا گیا، تیسرا جو چھوٹا تھا وہ بھی قریب لایا گیا تو اس کو بادشاہ نے دین سے منحرف

فَادْفَعْهُ اِلَیَّ حَتّٰی اُخَلِیَّهٗ مَعَهَا فَاِنَّهَا سَتُفْتِنَهٗ فَضَرَبَ لَهٗ اَجَلًا اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا وَدَفَعَهٗ اِلَیْهِ فَجَآءَ بِهٖ فَاَدْخَلَهٗ مَعَ اِبْنَتِهٖ وَاَخْبَرَهَا بِالْاَمْرِ فَقَالَتْ لَهٗ دَعْهُ فَقَدْ کَفَیْتُكَ اَمْرَهٗ فَقَامَ مَعَهَا نَهَارَهٗ صَائِمٌ وَّ لَیْلَهٗ قَائِمٌ حَتّٰی مَضٰی اَکْثَرُ الْاَجَلِ فَقَالَ الْعِلْجُ لِابْنَتِهٖ مَا صَنَعْتِ قَالَتْ مَا صَنَعْتُ شَیْئًا هٰذَا رَجُلٌ فُقِدَ اَخَوَاهُ فِیْ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ فَاَخَافُ اَنْ یَّکُوْنَ اِمْتِنَاعُهٗ مِنْ اَجْلِهَا کُلَّمَا رَاٰی اٰثَارَهُمَا وَلٰکِنِ اسْتَزِدِ الْمَلِكَ فِی الْاَجَلِ وَاَلْقِنِیْ اِیَّاهُ اِلٰی بَلَدٍ غَیْرِ هٰذَا فَزَادَهٗ اَیَّامًا فَاَخْرَجَهُمَا اِلٰی قَرْیَةٍ اُخْرٰی فَمَکَثَ عَلٰی ذٰلِكَ اَیَّامًا صَائِمَ النَّهَارِ حَتّٰی اِذَا ابْقِیَ مِنَ الْاَجَلِ اَیَّامٌ قَالَتْ لَهُ الْجَارِیَةُ لَیْلَةً یَا هٰذَا اِنِّیْ اَرَاكَ تُقَدِّسُ رَبًّا عَظِیْمًا وَّ اِنِّیْ قَدْ دَخَلْتُ مَعَكَ فِیْ دِیْنِكَ وَ تَرَکْتُ دِیْنَ اٰبَائِیْ قَالَ لَهَا فَکَیْفَ الْحِیْلَةُ فِی الْهَرْبِ قَالَتْ اَنَا اَحْتَالُكَ وَ جَائَتْهُ بِدَآبَّةٍ فَرَکِبَاهَا فَکَانَا یَسِیْرَانِ بِاللَّیْلِ وَ یَکْتُمَانِ بِالنَّهَارِ فَبَیْنَاهُمَا یَسِیْرَانِ لَیْلَةً اِذْ سَمِعَا وَ قْعَ الْخَیْلُ فَاِذَا هُوَ

کرنے کی ہر طرح کی کوشش کی اس پر ایک درباری نے عرض کی اے بادشاہ، اس کو میں اپنی تدبیر کے ساتھ دین سے منحرف کرلوں گا۔ بادشاہ نے پوچھا کس طرح؟ کہا میں جانتا ہوں کہ عرب عورتوں کی طرف جلد مائل ہوجاتے ہیں۔ اور روم میں میری بیٹی سے بڑھ کر کوئی خوب صورت نہیں ہے، اس کو میرے حوالے کردیجئے تاکہ میں اس کو اس کے ساتھ چھوڑ دوں، وہ اس کو بہکا لے گی، چالیس دنوں کی میعاد مقرر کر کے بادشاہ نے اس کو درباری کے سپرد کردیا، وہ اس کو اپنے مکان پر لایا اور اپنی بیٹی کے ساتھ رکھا اور اس واقعے کی اطلاع دی، لڑکی نے کہا تم بےفکر رہو، یہ میرا کام ہے۔ اب وہ شامی مجاہد دن بھر روزہ رکھتا اور تمام شب عبادت کرتا (اور اس لڑکی کی طرف) نظر نہ کرتا یہاں تک کہ میعاد ختم ہوگئی۔ اب اس درباری نے اپنی بیٹی سے دریافت کیا کہ تو نے کیا کیا؟ اس نے کہا کچھ نہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ چوں کہ اس کے دو بھائی اس شہر میں مارے گئے ہیں، میرا گمان ہے کہ یہ ان

بِاَخَوَیْهِ وَ مَعَهُمَا مَلَآئِكَةٌ رُسُلٌ اِلَیْهِ فَسَلَّمَ عَلَیْهِمَا وَ سَاَلَهُمَا عَنْ حَالِهِمَا فَقَالَا مَا كَانَتْ اِلَّا الْغَطْسَةَ الَّتِیْ رَأَیْتَ حَتّٰی خَرَجْنَا فِی الْفِرْدَوْسِ وَ اَنَّ اللّٰهَ اَرْسَلْنَا اِلَیْكَ لِنَشْهَدَ تَزْوِیْجَكَ بِهٰذِهِ الْفَتَاةِ فَزَوَّجُوْهُ اِیَّاهَا وَرَجَعُوْا (عیون الحکایات و شرح الصدور، ص89، المنتظم فی تاریخ الملوک والامم:329/8)

کے صدمے کی وجہ سے باز رہے، اس لیے مناسب ہے کہ بادشاہ سے اس میعاد میں توسیع کرائی جائے اور مجھے اور اس کو کسی دوسرے شہر میں بھیج دیا جائے۔ چناں چہ ایسا ہی کیا گیا۔ لیکن اس شامی مجاہد کی حالت وہاں بھی وہی رہی، دن بھر کا روزہ اور ساری رات کی عبادت، یہاں تک کہ یہ دوسری میعاد بھی ختم ہونے کے قریب پہنچی، تو ایک شب اس لڑکی نے کہا، اے شخص! میں تجھے رب عظیم کی تقدیس و اطاعت میں مشغول دیکھتی ہوں، اس سے میرے دل پر یہ اثر ہوا ہے کہ میں نے اپنا آبائی دین ترک کر کے تیرا دین اختیار کر لیا ہے، اس کے بعد اب دونوں مشورہ کر کے وہاں سے ایک سواری پر بھاگ نکلے۔ دن کو چھپے رہتے، رات کو سفر کرتے۔ ایک شب یہ دونوں جا رہے تھے کہ گھوڑوں کے آنے کی آواز آئی، دیکھا تو وہ گھڑسوار، شامی کے وہی دونوں بھائی تھے جن کو تیل میں ڈال دیا گیا تھا اور ان کے ساتھ فرشتوں کی ایک جماعت تھی، شامی نے ان دونوں کو سلام کیا اور

ان کا حال دریافت کیا تو وہ کہنے لگے کہ وہ
ایک غوطہ ہی تھا جو تم نے دیکھا کہ ہم نے
کھولتے تیل میں مارا اس کے بعد ہم
جنت الفردوس میں جا نکلے، اب اللہ تعالیٰ
نے ہمیں تمہارے پاس بھیجا ہے تا کہ اس
صالحہ لڑکی سے تمہاری شادی کر دیں،
چناں چہ دونوں کی شادی کر کے وہ واپس
ہو گئے۔

امام ابن جوزی فرماتے ہیں: كَانُوْا مَشْهُوْرِيْنَ بِذَالِكَ مَعْرُوْفِيْنَ بِالشَّامِ فِي الزَّمَنِ الْاَوَّلِ۔ یعنی یہ حضرات زمانہ سلف میں شام میں رہتے تھے اور ان کا یہ واقعہ مشہور و معروف ہے۔ پھر فرمایا شعراء نے ان کی منقبت میں قصائد لکھے اور یہ واقعہ شہر طرطوس کی آبادی سے پہلے کا ہے اور طرطوس، دارالسلام کی سرحد کا شہر ہے جسے خلیفہ ہارون الرشید نے آباد کیا تھا۔ ہارون الرشید کا زمانہ تابعین و تبع تابعین کا زمانہ تھا۔ تو یہ تینوں حضرات اگر تابعی نہ تھے تو تبع تابعین ضرور تھے۔

اگر تکلیف و مصیبت کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارنا شرک ہے، تو مشرک کی شہادت و مغفرت کیسی؟ اور جنت الفردوس میں جانا کیا معنی؟ اور اس کے ساتھ شادی میں فرشتوں کا بھیجنا کیوں کر مقبول ہوا؟ اور دین کے ان اماموں نے اس روایت کو کیوں کر قبول کیا، اور ان کی شہادت و مغفرت اور ولایت کیوں کر مسلّم رکھی؟

میدان کربلا میں جب ظالموں نے سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا تو آپ کی بہن حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے آپ کے کٹے پھٹے جسم مبارک کو خاک و خون میں آلودہ پڑے ہوئے دیکھ کر روتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یوں پکارا:

يَا مُحَمَّدَاهُ يَا مُحَمَّدَاهُ صَلَّى عَلَيْكَ اللهُ یا محمداہ، یا محمداہ، آپ پر اللہ کا اور آسمان

وَمَلَكُ السَّمَآء۔ هٰذَا حُسَيْنٌ بِالْعَرَاءِ مُزَّمَّلٌ بِالدِّمَاء۔ مُقَطَّعُ الْاَعْضَاءِ يَا مُحَمَّدَاهُ وَ بَنَاتُكَ سَبَايَا وَذُرِّيَّتُكَ مُقَتَّلَةٌ تَسْفِيْ عَلَيْهَا الصَّبَا

(البدایہ والنہایہ، ج 8، ص 193)

کے فرشتوں کا درود ہو، یہ حسین بے گور و کفن پڑے ہیں، خون میں لت پت اعضاء کٹے ہوئے ہیں۔ یا محمداہ! آپ کی بیٹیاں قیدی ہیں اور آپ کی اولاد کو قتل کر دیا گیا ہے ان پر ہوا خاک ڈال رہی ہے۔

سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے دربار رسالت میں یوں فریاد کی ۔

يَا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ اَدْرِكْ لِزَيْنِ الْعَابِدِيْنَ

مَحْبُوْسَ اَيْدِ الظَّالِمِيْنَ فِيْ مَوْكَبِ وَ الْمُزْدَحِم

ترجمہ: اے رحمت للعالمین (صلی اللہ علیک وسلم) زین العابدین کی مدد کو پہنچو اس ازدحام میں وہ ظالموں کے ہاتھ میں قید ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ دربار رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں یوں التجا کرتے ہیں ۔

يَا اَكْرَمَ الثَّقَلَيْنِ يَا كَنْزَ الْوَرٰى جُدْلِيْ بِجُوْدِكَ وَارْضِنِيْ بِرِضَاكَ

اَنَا طَامِعٌ بِالْجُوْدِ مِنْكَ وَلَمْ يَكُنْ لِاَبِيْ حَنِيْفَةَ فِي الْاَنَامِ سِوَاكَ

(مجموعۃ القصائد ص 42، مطبوعہ مجتبائی دہلی، 1327ھ)

ترجمہ: اے ساری مخلوقات سے بزرگ ترین اے نعمت الٰہی کے خزانے اپنی سخاوت سے مجھے بھی عطا فرمایئے اور اپنی رضا سے مجھے بھی پسند فرمایئے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سخاوت کا طمع کرنے والا ہوں کیوں کہ سوائے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام مخلوق میں ابوحنیفہ کا کوئی حامی و مددگار نہیں۔

حضرت ابوالحسن امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ مرض فالج میں مبتلا تھے اور شدت مرض کی انتہائی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یوں پکارا ۔

يَا اَكْرَمَ الْخَلْقِ مَالِيْ مَنْ اَلُوْذُبِهٖ سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

اے بہترین خلق! آپ کے سوا میرا کوئی نہیں کہ مصیبت عامہ کے وقت جس کی پناہ

لوں! مہربانی فرماؤ! چناں چہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہربانی فرمائی، خواب میں تشریف لا کر دست رحمت پھیرا بیماری دور ہوگئی۔ (قصیدہ بردہ شریف)

سیدی عارف باللہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ السامی یوں فریاد کرتے ہیں۔

زمہجوری برآمد جان عالم ترحم یا نبی اللہ ترحم
نہ آخر رحمۃ للعالمینی زمہجوراں چرا فارغ نشینی

(زلیخا)

جدائی سے عالم کی جان نکل رہی ہے، یارسول اللہ رحم فرمایئے! کیا آپ رحمۃ للعالمین نہیں ہیں! پھر ہم مہجوروں سے فارغ کیوں ہو بیٹھے؟

شمس العارفین حضرت شمس تبریزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

یا رسول اللہ حبیب خالق یکتاتوئی برگزیدہ ذوالجلال پاک بے ہمتاتوئی
یا رسول اللہ تو دانی امتانت عاجزاند عاجزاں را راہ نما و جملہ را ماویٰ توئی

یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) خالق ذوالجلال کے برگزیدہ لاثانی حبیب ایک صرف آپ ہی ہیں، یارسول اللہ! (صلی اللہ علیک وسلم) آپ جانتے ہیں کہ آپ کی امت عاجز ہے، ان عاجزوں کے رہنما اور سب کو پناہ دینے والے بھی آپ ہی ہیں۔

حضرت سیدی شاہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

گر نہ بودے یارسول اللہ ذات پاک تو ہیچ پیغمبر نہ بروے دولت پیغمبری

یارسول اللہ! (صلی اللہ علیک وسلم) اگر آپ کی ذات پاک نہ ہوتی تو کوئی پیغمبر دولت پیغمبری سے سرفراز نہ ہوتا۔

حضرت شیخ مصلح الدین سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

چہ وصفت کند سعدی نا تمام علیک الصلوٰۃ اے نبی والسلام

سعدی ناتمام آپ کے اوصاف کیا بیان کرسکتا ہے، یارسول اللہ آپ پر صلوٰۃ وسلام ہو۔

علامہ امام حافظ ابن حجر عسقلانی صاحب فتح الباری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

يَا سَيِّدِیْ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَدْ شَرُفَتْ　قَصَائِدِیْ بِمَدِيْحٍ فِيْكَ قَدْرُ صِفَا

اے میرے سردار۔ اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیک وسلم)۔ آپ کی مدح وثنا سے میرے قصیدے عمدہ اور شرف والے ہو گئے۔

مَدَحْتُكَ الْيَوْمَ اَرْجُو الْفَضْلَ مِنْكَ غَدًا　مِنَ الشَّفَاعَةِ فَالْحِظْنِیْ بِهَا طَرَفًا

میں نے آج آپ کی مدح کی ہے اور کل قیامت کے دن میں آپ سے احسان اور شفاعت کا امیدوار ہوں تو میری طرف نگاہ کرم رکھیے گا۔

بِبَابِ جُوْدِكَ عَبْدٌ مُّذْنِبٌ كَلِفٌ　يَا اَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا مُّشْرِقًا وَّقَفَا

آپ کی سخاوت کے دروازے پر ایک گناہ کار عاشق زار، بندہ کھڑا ہے، اے سب لوگوں سے زیادہ حسین چہرے والے۔

بِكُمْ تَوَسَّلَ يَرْجُوا الْعَفْوَ مَنْ زَلَلٍ　مِنْ خَوْفِهٖ جَفْنُهُ الْهَامِیْ لَقَدْ ذَرَفَا

(اس بندہ نے) آپ کے ساتھ توسل کر کے گناہوں کی بخشش کی امید کی ہے (وہ گناہ) جن کے خوف سے اس کی پلکوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔

(المجموعۃ النبہانیہ فی المدائح النبویہ، ج1 ص58)

امام الاولیاء سیدی ابومدین المغربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

فَهُوَ النَّبِیُّ مُحَمَّدٌ وَّهُوَ الَّذِیْ　تُرْجٰى شَفَاعَتُهٗ غَدًا فِی الْمَوْقِفِ

یہ نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور یہ وہ ہیں جن کی کل دن میں شفاعت کی امید ہے۔

يَا خَيْرَ مَبْعُوْثٍ وَّ اَكْرَمَ شَافِعٍ　كُنْ مُنْقِذِیْ مِنْ هَوْلِ يَوْمٍ مُّوْجِفٍ

اے بہترین رسول اور بزرگ شفاعت کرنے والے۔ آپ مجھے قیامت کے دن کی ہولناکیوں سے بچائیں۔

صَلّٰى عَلَيْكَ اللهُ يَا خَيْرَ الْوَرٰى　مَالَاحَ بَرْقٌ فِی السَّمَاءِ وَمَا خَفِیْ

اے ساری مخلوقات سے بہتر، آپ پر اللہ تعالیٰ کا درود ہو جب تک کہ آسمان میں بجلی

چمکے اور چھپے۔(المجموعۃ النبھانیہ، ج2،ص380)

حضرت مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

بہر صورت کہ باشد یا رسول اللہ کرم فرما بلطف خود سر و سامان جمع بے سروپا کن

حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

وَصَلّٰی عَلَیْكَ اللّٰهُ یَا خَیْرَ خَلْقِهٖ وَیَا خَیْرَ مَامُوْلٍ وَیَا خَیْرَ وَاهِبٖ

اے بہترین کائنات آپ پر اللہ کا درود ہو، اے بہترین امید گاہ اور بہترین عطا فرمانے والے۔

وَیَا خَیْرَ مَنْ یُّرْجٰی لِکَشْفِ رَزِیَّةٍ وَمَنْ جُوْدُهٗ قَدْ فَاقَ جُوْدَ السَّحَائِبٖ

وہ بہترین جس سے سختی و مصیبت دفع ہونے کی امید کی جاتی ہے اور اے وہ کہ جس کی سخاوت برسنے والے بادلوں سے بہت زیادہ ہے۔

وَاَنْتَ مُجِیْرِیْ مِّنْ هُجُوْمِ مُلِمَّةٍ اِذَا اَنْشَبَتْ فِی الْقَلْبِ شَرَّ الْمَخَالِبٖ

اور آپ سختی کے حملوں سے مجھے پناہ دینے والے ہیں جب کہ بدترین بہت مصیبتیں آپڑیں۔(اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم،مطبوعہ مطبع مجتبائی، دہلی،1308ھ)

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی یہ اشعار لکھنے والے کو دعا دیتے ہوئے نقل فرماتے ہیں ۔

یَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَ یَا سَیِّدَ الْبَشَرْ مِنْ وَّجْهِكَ الْمُنِیْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرْ

لَا یُمْکِنُ الثَّنَآءُ کَمَا کَانَ حَقُّهٗ بَعْدَ اَزْ خُدا بُزُرْگ تُوْئِی قِصَّهٗ مُخْتَصَرْ

اے حسن و جمال والے اور اے بشروں کے سردار بے شک چاند آپ کے چہرہ کے نور سے منور ہے جیسا کہ آپ کی صفت وثنا کرنے کا حق ہے، ممکن ہی نہیں کہ ہو سکے، سوائے اس کے اور کیا کہیں، کہ خدا تعالیٰ کے بعد ساری مخلوق سے برتر آپ کی ذات ہے۔

(تفسیر عزیزی پارہ عم سورۂ والضحیٰ)

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی (گلزار معرفت، ص7، مطبوعہ مطبع مجتبائی، دہلی، 1328ھ)

میں فرماتے ہیں:

شیخ عاصیاں تم ہو وسیلہ بے کساں تم ہو
تمہیں چھوڑ اب کہاں جاؤں بتاؤ یا رسول اللہ
جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں
بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ
پھنسا کر اپنے دام عشق میں امداد عاجز کو
بس اب قید دو عالم سے چھڑاؤ یا رسول اللہ

اور یہی حاجی صاحب مناجات نالۂ امداد غریب میں فرماتے ہیں۔

یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے اے رسول کبریا فریاد ہے
سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل اے مرے مشکل کشا فریاد ہے

جناب محمد قاسم نانوتوی بانی مزعومہ دار العلوم دیو بند فرماتے ہیں۔

کروڑوں جرموں کے آگے یہ نام کا اسلام کرے گا یا نبی اللہ کیا مرے پہ پکار
مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار

(قصائد قاسمی، ص6، مطبع مجتبائی، دہلی، 1309ھ)

جناب اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں۔

يَا شَفِيْعَ الْعِبَادِ خُذْ بِيَدِیْ اَنْتَ فِی الْاِضْطِرَارِ مُعْتَمِدِیْ

اے بندوں کی شفاعت کرنے والے، میری دست گیری فرمایئے آپ مشکلات میں میری آخری امید اور سہارا ہیں۔

لَيْسَ لِیْ مَلْجَاء سِوَاكَ اَغِثْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ سَيِّدِیْ سَنَدِیْ

آپ کے سوا میرا کوئی ملجا و ماویٰ نہیں، اے میرے سردار، میرے آقا میری فریاد سنیے میں سخت تکلیف میں مبتلا ہوں۔

غَشَّنِی الدَّهْرُ يَا بْنَ عَبْدِاللهِ كُنْ مُغِيْثًا فَاَنْتَ لِیْ مَدَدِیْ

زمانے کی مصیبتوں نے مجھ کو گھیر یا ہے، اے ابن عبداللہ، میری فریاد سنئے میری مدد فرمایئے۔

يَا رَسُوْلَ الْاِلٰهِ بَابُكَ لِيْ مِنْ غَمَامِ الْغُمُوْمِ مُلْتَحَدِيْ

یا رسول اللہ میں غموں کے بادلوں میں گھرا ہوا ہوں۔ میری پناہ آپ ہی کا دروازہ ہے۔ (نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب)

غیر مقلدین کے امام نواب صدیق حسن خاں بھوپالی فرماتے ہیں:

يَا سَيِّدِيْ يَا عُرْوَتِيْ وَ وَسِيْلَتِيْ يَا عُدَّتِيْ فِيْ شِدَّةٍ وَّرُخَاءٍ

اے میرے سردار، اے میرے سہارے اور میرے وسیلے۔ اے میرے سختی و نرمی کی حالت ساز و سامان۔

يَا مَقْصِدِيْ يَا اُسْوَتِيْ وَ مَعَاضِدِيْ وَذَرِيْعَتِيْ يَا مَرْصَدِيْ مَوْلَائِيْ

اے میرے مقصد، اے میرے پیشوا اور میرے پروردگار اور میرے ذریعہ اور اے میرے ٹھکانے۔ میرے مولا۔

شَفَّعْتُ جَاهَكَ ضَارِعًا مُّتَذَلِّلاً مَالِيْ وَرَاءَكَ صَارِفَ الضَّرَّاءِ

میں نے نہایت عاجزی وانکساری سے آپ کی عزت و جاہ کو شفیع بنایا کیونکہ میرے لیے آپ کے سوا تکلیف ومصیبت کو کوئی دفع کرنے والا نہیں۔

اَنْتَ الْمُغِيْثُ بِرَحْمَةٍ وَّ كَرَامَةٍ فِيْ غُمَّةٍ وَّ غَوَائِلٍ وَّ بَلَاءٍ

آپ مددگار رہیں اپنی رحمت وکرامت کے ساتھ ہر سختی اور مشکلات وبلا میں۔

اِنْجَحْ مَرَامِيْ يَا كَرِيْمَ كَرَائِمِ اَنْتَ الْقَدِيْرُ عَلٰى نِفَاذِ رَجَائِيْ

میرے مقاصد پورے فرما، اے بزرگیوں اور کرامتوں والے، آپ میری امید کے پورے کرنے پر قادر ہیں۔

مَالِيْ وَرَاءَكَ مُسْتَغَاثٌ فَارْحَمَنْ يَا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ بُكَائِيْ

آپ کے علاوہ میرا کوئی فریادرس نہیں، اے رحمۃ للعالمین میری گریہ وزاری کو دیکھ

اور مجھ پر رحم کر۔

يَا اَيُّهَا الشَّمْسُ الرَّفِيْعُ مَكَانُهٗ　ضَاءَتْ بِنُوْرِكَ سَاحَةُ التُّرْبَاءِ

اے بلند مقام سورج، آپ کے نور سے زمین کے سارے میدان روشن ہو گئے۔

وَلَكَ الشَّفَاعَةُ وَ الْمَكَانَةُ فِيْ غَدٍ　وَلَاَنْتَ اَكْرَمُ مَعْشَرِ الشُّفَعَاءِ

کل قیامت کے دن آپ کے لیے شفاعت اور عزت ہے اور بے شک آپ سب شاعت کرنے والوں میں زیادہ مکرم ہیں۔

وَرَجَاءُ عَبْدِكَ مِنْ جَنَابِكَ سَيِّدِيْ　نَيْلُ الشَّفَاعَةِ زُبْدَةُ الْاٰلَاءِ

اے میرے سردار آپ کا بندہ آپ کی جناب سے شفاعت کی امید رکھتا ہے جو امیدوں کا ماحصل ہے۔

وَ سِوَاكَ مَالِيْ فِي الْقِيَامَةِ شَافِعٌ　اَنْتَ الْمُخَلِّصُ لِيْ مِنَ الْبَأْسَاءِ

آپ کے سوا قیامت میں میرا کوئی شفاعت کرنے والا نہیں، آپ ہی مجھے سختیوں اور مصیبتوں سے بچانے والے ہیں۔

لَا زَالَ مَدْحُكَ بَاقِيًا بَيْنَ الْوَرٰى　مِنْ عَبْدِكَ الْمَصْرُوْفِ فِي الْاِطْرَاءِ

آپ کی مدح وثنا مخلوقات میں ہمیشہ رہے، آپ کے اس بندے کی طرف سے، جو آپ کی بہت زیادہ تعریف میں مصروف ہے۔

(مآثر صدیقی موسوم بہ سیرت والا جاہی، ج2، ص30-31۔قصیدۃ العنبر یہ فی مدح خیر البریہ، مطبوعہ نول کشور، 1924ء)

دیوبندی وہابی حضرات بتائیں کہ اگر ''یا رسول اللہ'' کہنا شرک ہے تو خصوصاً ان کے اکابر حاجی امداد اللہ صاحب، محمد قاسم صاحب نانوتوی، اشرف علی صاحب تھانوی اور نواب صدیق حسن خاں صاحب بھوپالی جو کہہ رہے ہیں ''یا رسول اللہ'' اور حضور سے مدد مانگ رہے ہیں کون ہوں گے؟　　ع

اپنا بے گانہ ذرا پہچان کر

خصوصاً نواب صدیق حسن خان صاحب نے تو شرک کے انبار لگا دیئے ہیں، دیکھیے ان کے گیارہ اشعار میں نو مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا کہہ کے پکارا گیا ہے۔ نیز آپ کو سہارا، وسیلہ، مددگار، دافع البلاء، مقاصد پورے کرنے والے، امیدوں کے پورے کرنے پر قادر، فریاد رس، شفاعت کرنے والے، مصیبتوں سے بچانے والے، مانا گیا ہے اور سب سے زیادہ مصیبت جان وہابیت پر یہ ڈھائی کہ نواب صاحب نے دو مرتبہ اپنے آپ کو "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بندہ" کہا ہے۔ چناں چہ ان کا شعر نمبر 9 اور آخری شعر دیکھئے۔ غیر مقلدین کے نزدیک یہ سب باتیں شرک ہیں۔ لیکن وہ نواب صدیق حسن صاحب کو مشرک صرف اس لیے نہیں کہیں گے کہ وہ ان کے اپنے ہیں۔ شرک و بدعت کے فتوے تو انہوں نے دوسروں کے لیے رکھے ہیں۔

کل میاں حجام سب کا مونڈتے پھرتے تھے سر
آج اس کوچہ میں خود ان کی حجامت ہو گئی

برادران اسلام! خوب غور کیجئے اور خدارا انصاف کیجئے کہ اگر یارسول اللہ کہنا شرک ہو جیسا کہ دیوبندی وہابی مفتی صاحبان کہتے ہیں تو یہ صحابہ کرام، تابعین، ائمہ، اولیاء، علماء جن کا اوپر ذکر ہوا، وہ سب کے سب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا کہہ کر پکار رہے اور مدد مانگ رہے ہیں، کون ہوں گے؟ کیا ان حضرات کو معلوم نہیں تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا کہہ کر پکارنا اور مدد مانگنا شرک ہے؟ کیا یہ حضرات عالم نہیں تھے اور ان کو شرک کا علم نہیں تھا؟

اب فیصلہ قارئین پر ہے، یا تو آج کل کے ان مفتیوں کے فتوے کو صحیح کہہ کر والی امت، اور امت کے کروڑوں افراد کو جو "یارسول اللہ" کہہ رہے ہیں، جن میں صحابہ، تابعین، ائمہ، اولیاء، علماء ہیں، سب کو مشرک مان لیں یا پھر کہہ دیں کہ آج کے ان مفتیوں کا یہ فتویٰ بالکل غلط ہے اور یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّم کہنا پکارنا بلا شک وشبہ جائز ہے۔

اب ذیل میں یہ حقیر وفقیر چند روایات قارئین کی خدمت میں پیش کرتا ہے جن سے اولیاء اللہ کو پکارنا بھی ثابت ہوتا ہے۔ (وما توفیقی الا باللہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِقُبُوْرِ الْمَدِیْنَۃِ فَاَقْبَلَ بِوَجْھِہٖ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ (ترمذی:1053)

کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ کی قبروں پر گزرے تو اپنا روئے انور اہل قبور کی طرف کر کے فرمایا، سلام ہو تم پر اے قبروں والو! اللہ ہمیں اور تمہیں بخشے تم ہمارے پیش رو ہو اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں۔

اس حدیث میں غور کیجئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود اہل قبور کو ندا فرما رہے ہیں۔ اگر مُردوں کو یا کہہ کر پکارنا شرک ہے تو کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شرک کیا۔ (معاذ اللہ)

امام المحدثین امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ بروایت بیہقی حضرت فاطمہ خزاعیہ سے نقل فرماتے ہیں:

وَقَفْنَا عَلٰی قَبْرِہٖ فَقُلْنَا السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰہِ فَسَمِعْنَا کَلَامًا رَدَّ عَلَیْنَا وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ (شرح الصدور، ص 87)

کہ ہم حضرت امیر حمزہ کے مزار پر ٹھہرے اور ہم نے عرض کی اے رسول اللہ کے چچا آپ پر سلام ہو تو ہم نے جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ سنا۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو یا کہہ کر پکارا گیا، تو انہوں نے سن کر جواب بھی دیا۔ کیوں کر نہ ہو جب کہ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ مُّسْلِمٍ یَمُرُّ عَلٰی قَبْرِ اَخِیْہِ کَانَ یَعْرِفُہٗ فِی الدُّنْیَا فَیُسَلِّمُ عَلَیْہِ اِلَّا رَدَّ اللّٰہُ عَلَیْہِ رُوْحَہٗ حَتّٰی یَرُدَّ عَلَیْہِ السَّلَامُ (کتاب الروح ابن قیم، ص 4، فیض القدیر: 7062)

کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے، جو اپنے بھائی کی قبر پر گزرے، جس کو وہ دنیا میں پہچانتا تھا، اس پر سلام کرے تو اللہ اس کی روح کو اس پر لوٹا دیتا ہے، یہاں تک کہ وہ سلام کا جواب دیتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی کا

جانور وغیرہ جنگل میں بھاگ جائے یا کوئی حاجت پیش آئے اور مدد کی ضرورت ہو:

فَلْيَقُلْ يَا عِبَادَ اللهِ اَعِيْنُوْنِيْ! يَا عِبَادَ اللهِ اَغِيْثُوْنِيْ (البدایہ والنہایہ:290، ابن ابی شیبہ: 29819، کنز العمال:17498)

تو چاہیے کہ یوں کہے، اے اللہ کے بندو، میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو، میری مدد کرو۔

راوی فرماتے ہیں وقد جُرِّبَ ذَالِكَ یعنی اس امر کو آزمایا بھی گیا ہے اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَآءِ الثِّقَاتِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ يَحْتَاجُ اِلَيْهِ الْمُسَافِرُوْنَ وَرُوِيَ عَنِ الْمَشَائِخِ اَنَّهٗ مُجَرَّبٌ مُّحَقَّقٌ (الحرز الثمین)

کہ بعض علماء ثقات نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے، مسافروں کو اس کی بہت حاجت ہے اور مشائخ کرام سے مروی ہے کہ یہ مجرب ہے اس سے حاجت روائی ہوتی ہے۔

اس حدیث کے متعلق خود مخالفین کے امام جناب رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں:

"اور بعض روایات میں جو آیا ہے اَعِيْنُوْنِيْ يَا عِبَادَ اللهِ یعنی اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ تو وہ فی الواقع کسی میت سے استعانت نہیں ہے بلکہ عباد اللہ جو صحرا میں موجود ہوتے ہیں ان سے طلب اعانت ہے کہ حق تعالیٰ نے ان کو اسی کام کے واسطے وہاں مقرر کیا ہے"۔

(فتاویٰ رشیدیہ، ج 1، ص 92، مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ، دہلی، 1363ھ)

فقیہ اعظم حضرت علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ حنفیوں کے مسلّم امام ہیں، فرماتے ہیں کہ زیادی نے بیان کیا کہ جب آدمی کی کوئی چیز گم ہو جاوے اور وہ چاہے کہ خدا اس کو واپس لائے، تو ایک بلند جگہ پر قبلہ رو ہو کر فاتحہ پڑھے اور اس کا ثواب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدیہ کر کے سید احمد بن علوان رضی اللہ عنہ کو پہنچائے۔

وَ يَقُوْلُ يَا سَيِّدِيْ اَحْمَدُ يَا ابْنَ عَلْوَانَ اِنْ لَّمْ تَرُدَّ عَلَيَّ ضَالَّتِيْ وَاِلَّا نَزَعْتُكَ مِنْ

اور کہے یا سیدی احمد یا ابن علوان! اگر تم نے میری گم شدہ چیز واپس لا دی تو خیر،

دِیْوَانِ الْاَوْلِیَاءِ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَرُدُّ عَلٰی مَنْ قَالَ ذَالِکَ ضَالَّتَہٗ بِبَرَکَتِہٖ اَجْھُوْرِیْ مَعَ زِیَادَۃٍ کَذَا فِیْ حَاشِیَۃِ شَرْحِ الْمُنْھَجِ لِلدَّاؤُدِیْ رَحِمَہُ اللّٰہُ

ورنہ میں تمہارا نام دفتر اولیاء سے کٹوا دوں گا اس عمل سے بہ برکت ان ولی اللہ کے اللہ تعالیٰ وہ گم شدہ چیز واپس لا دے گا۔

(حاشیہ ردالمختار شرح درمختار، ج3، ص353)

ان روایات میں چند باتیں قابل غور ہیں، مشکل کے وقت اولیاء اللہ کو پکارنا، ان سے مدد چاہنا، انہیں فاتحہ کا ثواب پہنچانا، کسی کو فاتحہ کا ثواب پہنچانا ہو تو اس کا طریق یہ ہے کہ پہلے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیہ کرے پھر جسے چاہتا ہے، ثواب پہنچائے۔

شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نے بستان المحدثین میں حضرت ارفع واعلیٰ امام العلماء سیدی احمد زروق مغربی قدس سرہ استاد شمس الدین لقانی وامام شہاب الدین قسطلانی شرح صحیح بخاری کی مدح عظیم لکھی کہ وہ جناب ابدال سبعہ و محققین صوفیہ میں سے ہیں۔ شریعت و حقیقت کے جامع باوصف علوم باطن، ان کی تصانیف علوم ظاہری میں بھی نافع و مفید و بکثرت ہیں۔ اکابر علماء فخر کرتے تھے کہ ہم ایسے جلیل القدر عارف و عالم کے شاگرد ہیں، یہاں تک لکھا کہ بالجملہ مرد جلیل القدر یست کہ مرتبۂ کمال او فوق الذکر است۔ پھر اس جناب جلالت مآب کے کلام پاک سے دو بیتیں نقل کیں۔ فرماتے ہیں ؎

اَنَا لِمُرِیْدِیْ جَامِعٌ لِّشَتَّاتِہٖ اِذَا مَا سَطَا جَوْرُ الزَّمَانِ بِنُکْبَۃٍ
وَاِنْ کُنْتَ فِیْ ضَیْقٍ وَّ کَرْبٍ وَّ وَحْشَۃٍ فَنَادِ بِیَا زَرُّوْقُ اٰتِ بِسُرْعَۃٍ

یعنی میں اپنے مرید کا اس کی پراگندیوں میں جامع ہوں جب کہ جو زمانہ سختیوں کے ساتھ اس پر حملہ کرے اور اگر تو تنگی و سختی و وحشت میں ہو تو یا زروق کہہ کر پکار! میں جلد آؤں گا اور تیری مدد کروں گا۔ (بستان المحدثین ترجمہ اردو، ص206، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، کراچی)

سیدی امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی فرماتے ہیں کہ سیدی شمس الدین محمد حنفی رحمۃ اللہ علیہ اپنے حجرہ شریف میں وضو فرما رہے تھے کہ ناگاہ اپنی ایک کھڑاؤں ہوا پر پھینکی کہ

غائب ہوگئی۔حالاں کہ حجرۂ شریف میں کوئی راہ اس کے باہر جانے کی نہ تھی دوسری کھڑاؤں اپنے خادم کو دی کہ جب تک وہ پہلی واپس نہ آئے اسے اپنے پاس رکھے۔ایک مدت کے بعد ملک شام سے ایک شخص دو کھڑاؤں مع ہدایا کے حاضر لایا اور عرض کی کہ اللہ آپ کو جزائے خیر دے اور بتایا کہ

اِنَّ اللِّصَّ لَمَّا جَلَسَ عَلٰی صَدْرِیْ لِیَذْبَحُنِیْ قُلْتُ فِیْ نَفْسِیْ یَا سَیِّدِیْ مُحَمَّدُ یَا حَنَفِیُّ فَجَاءَتْهُ فِیْ صَدْرِهٖ فَانْقَلَبَ مُغْمیً عَلَیْهِ وَ نَجَانِیَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَ بِبَرَكَتِكَ

(طبقات الکبریٰ، ج2،ص95،مطبوعہ مطبع العامرۃ العثمانیہ،مصر،1305ھ)

جب چور میرے سینہ پر مجھے ذبح کرنے بیٹھا میں نے اپنے دل میں کہا، یا سیدی محمد یا حنفی! (جب کہ میں نے ندا کی اور آپ کو پکارا تو اس وقت غیب سے) یہ کھڑاؤں آکر اس چور کے سینہ پر اس زور سے لگی کہ غش کھا کر الٹا ہوگیا۔اور مجھے آپ (حضرت) کی برکت سے اللہ عزوجل نے اس چور سے نجات بخشی۔

سیدی امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی نے جن کی جلالت شان عالم میں آشکارا ہے، بہت سے ایسے ہی واقعات نقل فرمائے ہیں جن میں سے چند ہدیہ قارئین ہیں۔فرماتے ہیں کہ سیدی شمس الدین محمد حنفی (جن کا ذکر پاک اوپر گزرا) کی زوجہ مقدسہ بیماری سے قریب مرگ ہوگئیں۔

فَكَانَتْ تَقُوْلُ یَا سَیِّدِیْ اَحْمَدُ یَا بَدْوِیْ خَاطِرُكَ مَعِیْ فَرَأَتْ سَیِّدِیْ اَحْمَدُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فِی الْمَنَامِ وَهُوَ ضَارِبُ الشَّامِیْنِ وَ عَلَیْهِ جُبَّةٌ وَّاسِعَةُ الْاَكْمَامِ عَرِیْضُ الصَّدْرِ اَحْمَرُ الْوَجْهِ وَ الْعَیْنَیْنِ وَقَالَ لَهَا كَمْ تُنَادِیْنِیْ وَ تَسْتَغِیْثِیْ وَاَنْتِ لَا

اور وہ یوں ندا کرتی تھیں یا سیدی احمد یا بدوی خاطرك معی (یعنی اے میرے سردار، اے احمد بدوی آپ کی توجہ میرے ساتھ ہے) ایک دن حضرت سیدی احمد (کبیر بدوی) رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ آپ بہت کھلا جبہ پہنے ہوئے

تَعْلَمِیْ اَنَّكِ فِیْ حِمَایَةِ رَجُلٍ مِّنَ الْكِبَارِ التَّمْكِنِیْنَ وَ نَحْنُ لَا نُجِیْبُ مَنْ دَعَانَا وَهُوَ مَوْضِعِ اَحَدٍ مِّنَ الرِّجَالِ قَوْلِیْ یَاسَیِّدِیْ مُحَمَّدُ یَا حَنَفِیْ یُعَافِیْكِ اللّٰهُ تَعَالٰی فَقَالَتْ ذَالِكَ فَاَصْبَحَتْ كَاَنْ لَّمْ یَكُنْ بِهَا مَرَضٌ

(طبقات الکبریٰ، ج 2،ص 9 7،مطبوعہ مطبع العامرۃ العثمانیہ،مصر،1305ھ)

تشریف لائے آپ کا سینہ مبارک چوڑا اور چہرہ اور آنکھیں سرخ تھیں، فرمایا تو کب تک مجھے پکارے گی اور مجھ سے فریاد کرے گی تو جانتی نہیں کہ تو ایک بڑے صاحب تمکین (یعنی اپنے شوہر) کی حمایت میں ہے اور جو کسی ولی کبیر کی درگاہ میں ہوتا ہے ہم اس کی ندا پر اجابت نہیں کرتے، یوں کہہ یا سیدی محمد یا حنفی! یہ کہے گی تو اللہ تعالیٰ تجھے عافیت بخشے گا۔ بی بی نے یوں ہی کہا صبح کو تندرست اٹھیں، گویا کبھی مرض تھا ہی نہیں۔

بدوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت سیدی مدین بن احمد شمونی رضی اللہ عنہ وضو فرما رہے تھے کہ اسی اثنا میں ایک کھڑاؤں بلادِ مشرق کی طرف پھینکی۔

ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ مِّنْ تِلْكَ الْبِلَادِ بَعْدَ سَنَةٍ وَّ فَرْدَةُ الْقَبْقَابِ مَعَهٗ وَ اَخْبَرَ اَنْ شَخْصًا مِّنَ الْعِیَاقِ عَبَثَ بِابْنَتِهٖ فِی الْبَرِیَّةِ فَقَالَتْ یَا شَیْخُ اَبِیْ لَاحِظْنِیْ لِاَنَّهَا لَمْ تَعْرِفُ اَنَّ اِسْمَهٗ مَدْیَنَ ذَالِكَ الْوَقْتِ وَهِیَ اِلَی الْاٰنَ عِنْدَ ذُرِّیَّتِهٖ

(طبقات الکبری، ج2،ص103)

سال بھر کے بعد ایک شخص حاضر ہوئے اور وہ کھڑاؤں ان کے پاس تھی انہوں نے حال بیان کیا کہ جنگل میں ایک بدکار نے ان کی صاحب زادی پر دست درازی کرنی چاہی، لڑکی کو اس وقت اپنے باپ کے پیرو مرشد حضرت سیدی مدین کا نام معلوم نہ تھا (اس نے) یوں ندا کی یا شیخ ابی لاحظنی (اے میرے باپ کے پیرو مرشد مجھے بچائیے) یہ ندا کرتے ہی وہ

کھڑاؤں آئی، (اور اس بدکار کو لگی) اور
لڑکی نے نجات پائی۔ وہ کھڑاؤں اب
تک ان کی اولاد میں موجود ہے۔

فرماتے ہیں کہ سیدی محمد غمری رضی اللہ عنہ کے ایک مرید بازار میں تشریف لے جارہے تھے کہ ان کے جانور کا پاؤں پھسلا۔ بلند آواز سے پکارا یا سیدی یا غمری اور قریب ہی ابن عمر حاکم صعید کو بحکم سلطان چقمق قید کر کے لیے جارہے تھے، انہوں نے مرید کا ندا کرنا سنا تو پوچھا، یہ سید محمد غمری کون ہیں؟ کہا میرے پیر و مرشد شیخ کامل ہیں۔ ابن عمر نے کہا میں ذلیل بھی کہتا ہوں (کہ) یا سیدی محمد یا غمری، اے میرے سردار محمد غمری پر عنایت کیجئے! یہ ان کا کہنا تھا کہ سیدی محمد غمری نے ان کی فریاد کو سن لیا اور تشریف لا کر مدد فرمائی کہ بادشاہ اور اس کے لشکریوں کی جان پر بن گئی۔ مجبورانہ ابن عمر کو خلعت دے کر رخصت کیا۔

(طبقات الکبری، ج2،ص89)

اور سیدی حضرت شیخ موسیٰ ابو عمران رضی اللہ عنہ کے حالات میں لکھتے ہیں کہ

كَانَ اِذَا نَادَاهُ مُرِيْدُهٗ اَجَابَهٗ مِنْ مَّسِيْرَةِ سَنَةٍ اَوْ اَكْثَرَ (طبقات الکبری، ج2،ص29)

جب ان کا کوئی مرید جہاں کہیں سے ندا کرتا، جواب دیتے اگرچہ سال بھر کی راہ پر ہوتا یا زیادہ۔

سیدی امام عبدالوہاب شعرانی رضی اللہ عنہ نے اس قسم کے متعدد واقعات لکھے ہیں جن کو شوق ہو، وہ ان کی کتاب ''طبقات الکبریٰ (لواقح الانوار فی طبقات الاخیار)'' کا مطالعہ کرے۔

اور یہ امام شعرانی وہ بزرگ ہستی ہیں کہ دیوبند کے صدر مدرس جناب انور شاہ کشمیری ان کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

وَالشَّعْرَانِيُّ اَيْضًا كَتَبَ اَنَّهٗ رَاٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ قَرَاَ عَلَيْهِ الْبُخَارِيَّ فِيْ ثَمَانِيَةِ رُفْقَةٍ مَعَهٗ ثُمَّ سَمَّاهُمْ وَ كَانَ

کہ امام شعرانی نے لکھا ہے کہ انہوں نے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بیداری میں زیارت کی اور پوری بخاری شریف آپ کو پڑھ کر

وَاحِدٌ مِّنْهُمْ حَنَفِيًّا

سنائی اس وقت ان کے ساتھ ان کے آٹھ رفقا بھی تھے، ان میں ایک حنفی تھا۔ (فیض الباری، ج1، ص204)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ''جواہر خمسہ'' حضرت شیخ محمد غوث گوالیاری رحمۃ اللہ علیہ کے تمام اعمال کا ورد وظیفہ کرتے تھے، چناں چہ انہوں نے اپنے استاذ علم حدیث مولانا ابوطاہر مدنی و شیخ محمد سعید لاہوری رحمۃ اللہ علیہما سے اس کے اعمال کی اجازت حاصل کی (دیکھو الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ، ص138، مطبوعہ آرمی برقی پریس، دہلی، 1344ھ) اور اس جواہر خمسہ میں یہ عمل بھی ہے:

نَادِ عَلِيًّا مَّظْهَرَ الْعَجَائِبِ تَجِدْهُ عَوْنًا لَكَ فِي الثَّوَائِبِ كُلُّ هَمٍّ وَّغَمٍّ سَيَنْجَلِيْ بِوِلَايَتِكَ يَا عَلِيُّ يَا عَلِيُّ يَا عَلِيُّ

پکار حضرت علی کو جن کی ذات مظہر عجائب ہے جب تو انہیں پکارے گا تو انہیں مصائب و افکار میں اپنا مددگار پائے گا پریشانی و رنج ابھی دور ہوتا ہے آپ کی مدد سے یا علی یا علی یا علی۔

امام ابوالحسن نورالدین علی بن جریر شطنوفی و امام عبداللہ بن اسعد یافعی مکی و علامہ علی قاری مکی صاحب مرقاۃ شرح مشکوٰۃ و مولانا شاہ ابوالمعالی محمد سلمی قادری و شیخ المحدثین حضرت مولانا شاہ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ حضور غوث اعظم محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

مَنِ اسْتَغَاثَ بِيْ فِيْ كُرْبَةٍ كَشَفْتُ عَنْهُ وَمَنْ نَادٰى بِاسْمِيْ فِيْ شِدَّةٍ فَرَّجْتُ عَنْهُ وَمَنْ تَوَسَّلَ بِيْ اِلَى اللهِ عَزَّوَجَلَّ فِيْ حَاجَةٍ قَضَيْتُ لَهٗ وَمَنْ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ يَقْرَءُ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ بَعْدَ الْفَاتِحَةِ سُوْرَةَ الْاِخْلَاصِ اِحْدٰى عَشَرَةَ مَرَّةً ثُمَّ يُصَلِّيْ

جو کسی تکلیف میں مجھ سے فریاد کرے وہ تکلیف رفع ہو اور جو سختی میں میرا نام لے وہ سختی دور ہو اور جو کسی حاجت میں اللہ تعالیٰ کی طرف مجھ سے توسل کرے وہ حاجت بر آئے اور جو دو رکعت نماز ادا کرے ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے سورۂ

عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْدَ السَّلَامِ وَیُسَلِّمُ عَلَیْہِ ثُمَّ یَخْطُوْ اِلٰی جِھَۃِ الْعِرَاقِ اِحْدٰی عَشَرَۃَ خُطْوَۃً یَذْکُرُ حَاجَتَہٗ فَاِنَّھَا تَقْضِیْ (بہجۃ الاسرار، خلاصۃ المفاخر، نزہۃ الخاطر، تحفۃ قادریہ، زبدۃ الآثار)

اخلاص گیارہ بار پڑھے پھر سلام پھیر کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود وسلام بھیجے پھر عراق شریف کی طرف گیارہ قدم چلے ان میں میرا نام لیتا جائے اور اپنی حاجت یاد کرے اس کی وہ حاجت روا ہو۔

یہ امام ابو الحسن نور الدین علی شطنوفی مصنف بہجۃ الاسرار شریف، اعاظم علماء و ائمہ قراءت و اکابر اولیاء و سادات طریقت سے ہیں، حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ تک صرف دو واسطے رکھتے ہیں۔ انہوں نے امام اجل حضرت ابو صالح نصر قدس سرہ سے فیض حاصل کیا انہوں نے اپنے والد ماجد حضرت ابوبکر تاج الدین عبدالرزاق نور اللہ مرقدہ سے، انہوں نے اپنے والد ماجد حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے۔ امام شمس الدین ذہبی کہ علم حدیث و اسماء الرجال میں جن کی جلالت شان عالم میں آشکار ہے، ان کی مجلس درس میں حاضر ہوئے اور اپنی کتاب طبقات المقربین میں ان کی بہت مدح لکھی، امام محدث محمد جزری مصنف حصن حصین ان کے سلسلہ تلامذہ میں سے ہیں۔ انہوں نے ان کی کتاب بہجۃ الاسرار شریف انہی شیخ سے پڑھی اور اس کی سند اجازت حاصل کی۔

شیخ محقق مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ زبدۃ الآثار شریف میں فرماتے ہیں کہ کتاب بہجۃ الاسرار، کتاب عظیم و شریف، مشہور ہے اور اس کے مصنف بہت بڑے امام اور عالم ہیں۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حسن المحاضرہ میں ان کو امام الاوحد لکھا ہے۔

بہجۃ الاسرار شریف اور اس کے مصنف کے متعلق آپ نے ائمہ کی رائیں ملاحظہ فرمائیں:

اب خود مخالفین کے گھر کی شہادت سنیے:

جناب انور شاہ کاشمیری صدر مدرس دیوبند، کتاب بہجۃ الاسرار شریف کے مصنف امام شطنوفی کے متعلق فرماتے ہیں:

وَوَثَّقَہُ الْمُحَدِّثُوْنَ یعنی محدثین کرام نے ان کی توثیق فرمائی ہے۔ (فیض الباری،

ج2،ص61)

اور پھر ملا علی قاری اور امام عبداللہ بن اسعد یافعی مکی اور شیخ محقق دہلوی رحمۃ اللہ علیہم کا اس کو تسلیم کرنا اور اپنی اپنی کتب میں لکھنا نور علی نور ہے۔

اسی وجہ سے بڑے بڑے مشائخ کرام صلوٰۃ غوثیہ پڑھتے رہے اور بعد صلوٰۃ غوثیہ گیارہ قدم بغداد شریف کی طرف چلتے ہوئے شیخ کو ندا کرتے رہے۔ اور یَا شَیْخُ عَبْدِ الْقَادِرُ جِیْلَانِیْ شَیْئًا لِلّٰہِ کا وظیفہ بھی پڑھتے رہے اور پڑھتے رہیں گے، ان شاء اللہ

رہے گا یونہی ان کا چرچا رہے گا　پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

چناں چہ عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی حضرت خواجہ محمد معصوم خلیفہ وفرزند ثالث حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی اور حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی وحضرت مولانا شاہ غلام علی صاحب دہلوی خلیفۂ حضرت مرزا مظہر جان جاناں و حضرت مولانا غلام دستگیر صاحب قصوری رحمۃ اللہ علیہم و دیگر بزرگان دین وظیفہ یَا شَیْخُ عَبْدِ الْقَادِرُ جِیْلَانِیْ شَیْئًا لِلّٰہِ کو پڑھتے اور پڑھنے کو جائز فرماتے۔ کسی نے شرک کا فتویٰ نہیں دیا اور تو اور خود مخالفین کے پیشوا جناب اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں کہ صحیح العقیدہ سلیم الفہم کے لیے جواز کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ (فتاویٰ امدادیہ، ج4،ص94) اور جناب رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں: ''اور اس عقیدہ سے پڑھنا کہ شیخ کو حق تعالیٰ اطلاع کر دیتا ہے اور باذنہ تعالیٰ شیخ حاجت براری کر دیتے ہیں یہ بھی شرک نہ ہوگا، باقی مومن کی نسبت بدظن ہونا بھی معصیت ہے''۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ج1،ص4)

اور سنیے جناب اشرف علی تھانوی نے اپنے پیر ومرشد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کی یہ کرامت لکھی ہے کہ:

''جب حضرت مولانا شیخ محمد صاحب حج کو تشریف لے گئے تو ان کا جہاز تباہی میں آ گیا اور کافی وقت تک گردش طوفان میں رہا، محافظان جہاز نے بہت تدبیریں کیں کوئی کارگر نہ ہوئی آخر کارنا خدا نے پکار کر کہا کہ لوگو! اب اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو یہ دعا کا وقت ہے

تو مولانا شیخ محمد صاحب فرماتے تھے کہ میں اس وقت مراقب ہو کر ایک طرف بیٹھ گیا، ایک حالت طاری ہوئی اور معلوم ہوا کہ اس جہاز کے ایک گوشہ کو حاجی صاحب اپنے کندھوں پر رکھے ہوئے اوپر کو اٹھائے ہوئے ہیں اور اٹھا کر پانی کے اوپر سیدھا کر دیا اور جہاز بخوبی چلنے لگا، تمام لوگ بہت خوش ہوئے اور جہاز کی سلامتی کا چرچا ہوا، میں نے وہ وقت اور دن اور تاریخ اور مہینہ کتاب پر لکھ لیا، جب تھانہ بھون واپسی ہوئی تو اس تحریر کو دیکھا اور دریافت کیا تو ایک خادم نے جو حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں حاضر تھے بیان کیا کہ بے شک فلاں وقت حاجی صاحب حجرے سے باہر تشریف لائے اور اپنی لنگی بھیگی ہوئی مجھ کو دی اور فرمایا اس کو دھو کر صاف کر لو۔ اس لنگی میں دریائے شور کی بو اور چپکاہٹ معلوم ہوئی''۔

(الانا ضات الیومیہ، ج 7، ص 435، مطبوعہ اشرف المطابع، تھانہ بھون، 1941ء)

دوسری روایت

تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ: ''میرے ایک دوست جو جناب حاجی امداد اللہ صاحب سے بیعت تھے، حج خانہ کعبہ کو تشریف لے جاتے تھے، بمبئی سے آگبوٹ میں سوار ہوئے آگبوٹ نے چلتے چلتے ٹکر کھائی اور قریب تھا کہ چکر کھا کر غرق ہو جائے یا دوبارہ ٹکرا کر پاش پاش ہو جائے، انہوں نے جب دیکھا کہ اب مرنے کے سوا چارہ نہیں، اسی مایوسانہ حالت میں گھبرا کر اپنے پیر روشن ضمیر کی طرف خیال کیا اور عرض کیا کہ اس وقت سے زیادہ اور کون سا وقت امداد کا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر و کارساز مطلق ہے، اسی وقت ان کا آگبوٹ غرق سے نکل گیا اور تمام لوگوں کو نجات ملی۔ ادھر تو یہ واقعہ پیش آیا اور ادھر اگلے روز مخدوم جہاں اپنے ایک خادم سے بولے، ذرا میری کمر دباؤ نہایت درد کرتی ہے۔ خادم نے کمر دباتے دباتے پیراہن مبارک جو اٹھایا تو دیکھا کہ کمر چھلی ہوئی ہے اور اکثر جگہ سے کھال اتر گئی ہے۔ پوچھا حضرت یہ کیا بات ہے کمر کیوں کر چھلی؟ فرمایا کچھ نہیں، پھر پوچھا، آپ خاموش رہے۔ تیسری مرتبہ پھر دریافت کیا، حضرت یہ تو کہیں رگڑ لگی ہے اور آپ تو کہیں تشریف بھی نہیں لے گئے؟ فرمایا ایک آگبوٹ ڈوبا جاتا تھا۔ اس میں تمہارا دینی اور سلسلے کا

بھائی تھا، اس کی گریہ وزاری نے مجھے بے چین کر دیا۔ آ گبوٹ کو کمر کا سہارا دے کر اوپر کو اٹھایا جب آگے چلا اور بندگان خدا کو نجات ملی، اسی سے چھل گئی ہوگی اور اسی وجہ سے درد ہے مگر اس کا ذکر نہ کرنا''۔ (کرامات امدادیہ ص 35۔36، مطبوعہ کتب خانہ شرف الرشید، شاہ کوٹ، شیخوپورہ)

چناں چہ تھانوی صاحب نے ''ایک بار مجلس وعظ میں یہی کرامت بیان کی تو ایک صاحب نے اسی مجلس میں کہا کہ ایسا واقعہ تو عقل کے خلاف ہے تو تھانوی صاحب نے ان سے کہا کہ تمہاری عقل کے خلاف ہے یا ہماری عقل کے؟ اگر ہماری عقل مراد ہے تو یہ غلط ہے کیوں کہ ہماری عقل کے تو موافق ہے اور اگر تمہاری عقل مراد ہے تو اس کے حجت ہونے کی کیا دلیل؟ لہٰذا جو عقلیات میں امام سمجھے جاتے ہیں یعنی حکما ان کے اقوال سے ثابت کر دوں گا کہ یہ واقعہ بالکل عقل کے موافق ہے''۔

(الافاضات الیومیہ، ج7، ص435، مطبوعہ مطبع اشرف المطابع، تھانہ بھون، 1941ء)

اور سنیے!

جناب اشرف علی تھانوی نے اپنے ایک مراسلے میں سخت پریشانی کے عالم میں اپنے پیر کی بارگاہ میں یوں فریاد کی۔

يَا مُرْشِدِيْ يَا مَوْئِلِيْ يَا مُفْزِعِيْ　يَا مَلْجَائِيْ فِيْ مَبْدَئِيْ وَ مَعَادِيْ

اے میرے مرشد، اے میرے مولا، اے میری وحشت کے انیس، اور اے میری دنیا و آخرت میں جائے پناہ۔

اِرْحَمْ عَلَيَّ يَا غِيَاثُ فَلَيْسَ لِيْ　كَهْفِيْ سِوٰى حُبِّيْكُمْ مِّنْ زَادِ

اے میرے فریادرس، مجھ پر ترس کھاؤ کیوں کہ میں حُب کے سوا کوئی زادراہ نہیں رکھتا۔

فَازَ الْاَنَامُ بِكُمْ وَ اِنِّيْ هَائِمٌ　فَانْظُرْ اِلَيَّ بِرَحْمَةٍ يَّا هَادِ

مخلوق کو آپ کی بدولت کامیابی حاصل ہو اور میں حیران و پریشان رہوں اے میرے ہادی مجھ پر بھی رحمت کی نظر ہو۔

يَا سَيِّدِيْ لِلّٰهِ شَيْئًا اَنَّهٗ　اَنْتُمْ لِيَ الْمَجْدِيْ وَاِنِّيْ جَادِيْ

اے میرے سردار اللہ کے لیے کچھ عطا کیجئے آپ میرے معطی ہیں اور میں آپ کا سوالی ہوں۔ (تذکرۃ الرشید، ج 1، ص 114، مطبوعہ بلالی اسٹیم، ساڈھورہ)

اور سنیے یہی تھانوی صاحب فرماتے ہیں:

جو استعانت واستمداد بالمخلوق باعتقاد علم وقدرت مستقل مستمد منہ ہو، وہ شرک ہے اور جو باعتقاد علم وقدرت غیر مستقل ہو مگر وہ علم وقدرت کسی دلیل سے ثابت ہو، جائز ہے خواہ وہ مستمد منہ حی ہو یا میت۔ (امداد الفتاویٰ، ج 4، ص 99، مطبوعہ مطبع مجتبائی، دہلی، 1346)

اور سنیے دیوبندیوں کے شیخ الہند جناب محمود الحسن صاحب فرماتے ہیں:

ہاں اگر کسی مقبول بندہ کو محض واسطۂ رحمت الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت حق تعالیٰ ہی سے استعانت رہے۔

(ص 4، حاشیہ قرآن زیر آیت ایاک نستعین، مطبوعہ بجنور)

دیوبندی مکتبۂ فکر رکھنے والے حضرات سے گزارش ہے کہ تھانوی صاحب کی ان روایات کو بہ نظر انصاف دیکھیں اور بتائیں کہ جب مولانا شیخ محمد صاحب جہاز میں ایک طرف مراقب ہو کر بیٹھے اور حاجی صاحب کی طرف توجہ کی تو فوراً ان کو معلوم ہوا کہ حاجی صاحب اس جہاز کے ایک گوشہ کو کندھوں پر اٹھائے ہوئے گردش طوفان سے نکال رہے ہیں۔ دوسری روایت کے مطابق انتہائی مایوسی کے عالم میں جب حاجی صاحب سے مدد مانگی گئی اور وہ اس وقت بہ نفس نفیس سمندر میں پہنچ گئے اور آگبوٹ کو تباہی سے بچایا۔ جبھی تو ان کے کپڑے سمندر کے پانی سے بھیگے ہوئے تھے اور ان کی کمر چھل گئی تھی اور انہیں سخت درد تھا۔ کیا یہ درست ہے؟ آپ یہ تو ہرگز نہیں کہیں گے کہ غلط ہے، جھوٹ ہے، من گھڑت ہے، کیوں کہ لکھنے والے آپ کے حکیم الامت ہیں، کوئی معمولی آدمی نہیں اور اگر یہ صحیح ہے تو پھر جن مریدوں نے انتہائی مصیبت اور مایوسی کے عالم میں جب کہ ان کو زندہ رہنے کی امید نہیں رہی تھی، اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر حاجی صاحب سے غائبانہ مافوق الاسباب امر میں مدد مانگی، وہ مشرک ہوئے یا نہیں؟ اور پھر جو ان شرکیہ باتوں کو چھپوائے اور ان کی تبلیغ کرے اور

ان پر اعتقاد رکھے، وہ مبلّغ بھی مشرک ہوا یا نہیں؟

نیز جب مرید نے حاجی صاحب کی طرف توجہ کی یا عرض کی تو حاجی صاحب کو اتنی دور سے اس کا علم کیسے ہو گیا؟ کیا ان کو علم غیب حاصل تھا؟ کیا وہ مریدوں کے حال پر مطلع تھے اور ان کی التجاؤں کو سنتے رہتے تھے؟ اور کیا ان کے پاس یہ قدرت تھی کہ آناً فاناً سمندر میں پہنچ کر ڈوبتے جہازوں کو بچا لیں؟ اگر اسی قسم کی باتیں کسی آپ کے کسی مخالف کی طرف سے ہوتیں تو آپ ان کو بالکل غلط اور شرک قرار دیتے یا نہیں؟

افسوس صد افسوس! جن باتوں کی بناء پر آپ دوسرے سچے مسلمانوں کو مشرک و بدعتی بناتے رہتے ہیں، وہی باتیں آپ کے اکابر بھی کرتے ہیں مگر آپ ان کو مشرک و بدعتی نہیں کہتے، یہ ہرگز انصاف نہیں بلکہ صریح ظلم ہے۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴿۲۲۷﴾ (الشعراء)

الغرض حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام، تابعین تبع تابعین، ائمہ اولیاء، علماء اور مخالفین کے چند ارشادات واقوال ہدیۂ قارئین کیے ہیں۔ برادران اسلام ان کو خوب غور سے پڑھیے اور ان لوگوں سے پوچھیے جو کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ، یا غوث کہنا شرک ہے ان سے کہیے کہ بتاؤ یہ سب کے سب اکابر اور خود تمہارے بزرگ اور علماء جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولیاء کرام کو یا کہہ کر پکار رہے ہیں، کون ہیں، مشرک ہیں یا مومن؟

اگر کہیں کہ مومن ہیں تو الحمدللہ حق واضح ہو گیا! لیکن ان کو اتنا کہنے پر نہ چھوڑ یئے بلکہ یہ بھی ضرور پوچھیے کہ جب تمہارے نزدیک غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے، تو یہ لوگ غیر اللہ کو پکار رہے ہیں اور مدد مانگ رہے ہیں، یہ شرک کے مرتکب ہوئے یا نہیں ہوئے؟ اگر ہوئے تو پھر مومن کیسے رہے؟ اگر وہ مومن تھے، تو پھر ہم مشرک کیوں ہیں؟ اگر ان کے لیے شرک جائز تھا تو ہمارے لیے کیوں جائز نہیں؟ (معاذ اللہ) اگر ہمارا یا رسول اللہ کہنا شرک ہے تو ان کا کہنا بھی شرک ہوگا، اگر ان کا شرک نہیں، تو ہمارا بھی شرک نہیں اور اگر ہمیں یا رسول اللہ کہنے پر مشرک کہتے ہو تو ان کو بھی مشرک کہو!

اور اگر وہ بے دھڑک کہہ دیں کہ وہ سب مشرک تھے (معاذ اللہ) تو مسلمانو خود ہی اندازہ کرلو کہ جس مذہب میں اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام سے لے کر آج تک کہ اکابر سب مشرک ٹھہریں، وہ مذہب کتنا برا ہوگا؟ اور وہ مذہب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کتنا دشمن ہوگا؟ صحیح حدیثوں میں آیا ہے کہ جو کسی مسلمان کو بلا وجہ کافر کہے گا وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔

لٰہذا ایسے برے مذہب سے بچو۔ اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو فتنہ پرور لوگوں سے بچائے اور اپنے نیک بندوں کے نقش قدم پر چلائے۔ آمین ثم آمین ۔

ترے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

عام طور پر یہ لوگ چند آیات قرآنی مثلاً:

اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ اور ولا تدعوا من دون اللہ وغیرہ پڑھ کر عام مسلمانوں کو دھوکے میں ڈال دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے صاف فرمایا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پکارو، جن کو تم پکارتے ہو وہ تم ہی جیسے بندے ہیں اور ان آیات سے استدلال کرتے ہوئے یہ لوگ کہہ دیا کرتے ہیں کہ ''یا رسول اللہ اور یا غوث'' کہنا شرک ہے۔

کاش کہ! یہ لوگ ان آیات کا غلط مطلب اور باطل مفہوم بیان کر کے مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ نہ کرتے، بلکہ صحیح مطلب کر کے عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہوتے، مگر ان لوگوں سے اس قسم کی توقعات رکھنا اپنے کو ہلاکِ فریب کرنا ہے۔ ان آیات کا صحیح مطلب ان شاء اللہ یہ خادم اہل سنت مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ کی بحث میں ایک الگ رسالہ عنقریب ہدیۂ قارئین کرے گا۔ سر دست نہایت ہی مختصر مگر تحقیقی جواب پیش کرتا ہوں۔

تحقیق لفظ ''الدعا''

قرآن کریم میں لفظ ''دعا'' کہیں پکارنے اور بلانے کے معنی میں بیان ہوا ہے اور کہیں عبادت کے معنی میں۔ پکارنے اور بلانے کے معنیٰ میں جیسے کہ فرمایا:

(۱) وَّالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْٓ اُخْرٰىكُمْ (آل عمران:153) — اور رسول تمہیں پکارتے ہیں تمہارے پیچھے سے۔

(۲) ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا (البقرہ:260) — اے ابراہیم پھر پکاروان (مردہ) پرندوں کو وہ دوڑتے ہوئے تمہارے پاس آ جائیں گے۔

(۳) وَ مَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ (فصلت:33) — اور اس سے بہتر کس کا قول ہے جو اللہ کی طرف بلاتا ہے۔

(۴) رَبِّ اِنِّيْ دَعَوْتُ قَوْمِيْ لَيْلًا وَّ نَهَارًا ۝ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَآءِيْٓ اِلَّا فِرَارًا ۝ (نوح) — میرے پروردگار میں نے اپنی قوم کورات دن ایمان کی طرف بلایا پس جس قدر میں نے ان کو زیادہ بلایا اسی قدر یہ دور بھاگے

(۵) اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىِٕهِمْ (الاحزاب:5) — بلاؤ ان کو ان کے باپوں کے نام کے ساتھ۔

ان پانچ آیات میں لفظ ''دعا'' پکارنے اور بلانے کے معنیٰ میں آیا ہے۔ اور عبادت کے معنیٰ میں، جیسے کہ فرمایا:

(۱) اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ (الاعراف:194) — بے شک وہ جن کی تم عبادت کرتے ہو، اللہ کو چھوڑ کر، وہ بندے ہیں مثل تمہاری۔

(۲) وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ — اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہے جو عبادت کرے، اللہ کو چھوڑ کر، ایسے کی کہ وہ نہ

وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝۵ وَ اِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّ كَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝۶ (الاحقاف)

قبول کرے اس کو قیامت تک اور وہ ان کی عبادت سے بے خبر ہیں اور جب لوگ جمع ہوں گے وہ ہوں گے ان کے دشمن اور وہ ہوں گے ان کی عبادت سے منکر۔

(۳) وَّ اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۝۱۸ (الجن)

اور بلاشبہ مسجدیں اللہ کی ہیں تو اللہ کے ساتھ کسی اور کی عبادت نہ کرو۔

(۴) وَّ اَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ۝۱۹ (الجن)

اور یہ کہ جب کھڑا ہوا، اللہ کا بندہ کہ اس کی عبادت کرے تو ہونے لگتا ہے اس پر جھرمٹ۔

(۵) قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَ لَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ۝۲۰ (الجن)

فرما دیجئے میں اپنے رب کی عبادت کرتا ہوں اور کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھہراتا۔

ان پانچ آیات میں لفظ ''دعا'' عبادت کے معنی میں آیا ہے۔ اس قسم کی تمام وہ آیات جن میں مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کو پکارنے سے منع کیا گیا ہے یا اس کو مشرکین کا فعل قرار دیا گیا ہے۔ وہاں دعا سے مراد عبادت ہے۔ اگر پکارنے والا کسی کو الٰہ، خدا، مالک حقیقی، متصرف بالذات سمجھ کر پکارے تو ایسا پکارنا عبادت ہے اور مشرکین عرب مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کو معبود ہی سمجھ کر پکارتے تھے اور ان کا پکارنا شرک فی العبادت تھا۔ لیکن حاشا وکلا کوئی مسلمان ہرگز انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کو معبود نہیں سمجھتا بلکہ ہر مسلمان، ان کو اللہ تعالیٰ کے مقبول اور پیارے بندے سمجھ کر پکارتا اور ندا کرتا ہے اور یہ ہرگز شرک نہیں ہے اگر یہ فرق نہ کیا جائے تو وہ سب کے سب مشرک قرار پائیں گے جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور اولیاء کبار کو پکارا ہے جن کا مفصل بیان گزشتہ صفحات میں ہو چکا ہے۔

سوال: آیۂ کریمہ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ (الاعراف:194) بے شک وہ جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا، وہ بندے ہیں مثل تمہاری۔ اس آیت سے

صاف معلوم ہوا کہ عباد کو پکارنا اوران سے مدد مانگنا شرک ہے؟

جواب: اس آیت کے سیاق وسباق کو دیکھا جائے تو واضح ہوجائے گا کہ یہ آیت بتوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ چناں چہ اس آیت سے پہلے ہے فرمایا:

اَیُشْرِکُوْنَ مَا لَا یَخْلُقُ شَیْـًٔا وَّ هُمْ یُخْلَقُوْنَ ﴿۱۹۱﴾ وَ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّ لَاۤ اَنْفُسَهُمْ یَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۲﴾ وَ اِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا یَتَّبِعُوْكُمْ ؕ سَوَآءٌ عَلَیْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ﴿۱۹۳﴾ (الاعراف)

کیا وہ شریک بناتے ہیں اسے جس نے کوئی چیز نہیں بنائی اور وہ تو خود بنائے گئے ہیں اور وہ نہیں طاقت رکھتے ان کی مدد کرنے کی اور نہ وہ آپ اپنی مدد کر سکتے ہیں اور اگر تم بلاؤ انہیں ہدایت کی طرف تو وہ نہ پیروی کر سکیں گے تمہاری۔ برابر ہے تمہارے لیے خواہ تم ان کو بلاؤ یا تم خاموش رہو۔

اوراس آیت کے بعد میں فرمایا:

اَلَهُمْ اَرْجُلٌ یَّمْشُوْنَ بِهَاۤ٘ اَمْ لَهُمْ اَیْدٍ یَّبْطِشُوْنَ بِهَاۤ٘ اَمْ لَهُمْ اَعْیُنٌ یُّبْصِرُوْنَ بِهَاۤ٘ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ یَّسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِیْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۱۹۵﴾ (الاعراف)

کیا ان کے پاؤں ہیں جن کے ساتھ وہ چلتے ہوں کیا ان کے ہاتھ ہیں جن کے ساتھ وہ پکڑتے ہوں یا کیا ان کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے ہوں یا کیا ان کے کان ہیں جن کے ساتھ وہ سنتے ہوں (اے نبی آپ) کہہ دیجئے کہ پکارو اپنے شریکوں کو پھر میرے خلاف سازش کرو اور مجھے مہلت نہ دو۔

سیاق وسباق کی آیات پر نظر کرتے ہوئے کیا کوئی مسلمان یہ کہہ سکتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اوراولیاء عظام رحمۃ اللہ علیہم کی ایسی صفات ہوتی ہے اوران کی ایسی شان ہوتی ہے؟

(معاذ اللہ!) افسوس صد افسوس! برا ہو تعصب کا کہ یہ بھی بالکل اندھا ہی بنا دیتا ہے۔ محبوبانِ خدا، انبیا و اولیاء کی عظمت و مرتبت تو یہ ہے کہ خود اللہ تعالیٰ ان کی شان میں فرماتا ہے کہ:

فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ وَ یَدَهُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَا وَ رِجْلَهُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِهَا وَ فِیْ رِوَایَةٍ وَ لِسَانَهُ الَّذِیْ یَتَكَلَّمُ بِهٖ وَاِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّهٗ (بخاری شریف:6502)

پس جب میں کسی کو اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اس کی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔ اور اگر وہ کچھ مجھ سے مانگے تو میں ضرور ضرور اسے عطا کرتا ہوں۔

یہ ہے انبیا و اولیاء کی شان کہ ان کا سننا دیکھنا بولنا، رب تعالیٰ کا سننا، دیکھنا، بولنا ہے وہ رب نہیں بلکہ رب تعالیٰ کی صفات کے مظہر ہوتے ہیں۔ اور مذکورہ بالا آیات قرآنی میں جو حالت بیان ہوئی ہے وہ بلاشبہ بتوں ہی کی حالت ہو سکتی ہے کہ نہ تو کچھ بنا سکیں نہ کسی قسم کی کوئی طاقت رکھیں۔ اگر ان کو ہدایت کی طرف بلایا جا سکے تو قطعاً نہ آ سکیں اور ان کے سامنے چلّانا اور خاموش رہنا برابر ہو اور ان کے ہاتھ پاؤں اور کان آنکھیں تو ہیں مگر ان میں قوت نہیں کہ نہ تو چل سکیں نہ نہ کچھ پکڑ سکیں، نہ دیکھ سکیں اور نہ سن سکیں۔

کاش! دیو بندی حضرات اس آیت کو انبیا و اولیاء پر چسپاں کرنے کی جسارت سے پہلے ''اپنے شیخ الاسلام'' شبیر احمد عثمانی صاحب ہی کی تفسیر دیکھ لیتے، چناں چہ عثمانی صاحب انہی آیات کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''جن بتوں کو تم نے معبود ٹھہرایا ہے اور خدائی کا حق دیا ہے وہ تمہارے کام تو کیا آتے خود اپنی حفاظت پر بھی قادر نہیں اور باوجود مخلوق ہونے کے ان

کمالات سے محروم ہیں جن سے کسی مخلوق کو دوسری پر تفوق و امتیاز حاصل ہو سکتا ہے۔ گو ان کے ظاہری ہاتھ، پاؤں، آنکھ، کان سب کچھ تم بناتے ہو لیکن ان اعضاء میں وہ قوتیں نہیں جن سے انہیں اعضا کہا جا سکے۔ نہ تمہارے پکارنے پر مصنوعی پاؤں سے چل کر آسکتے ہیں نہ ہاتھوں سے کوئی چیز پکڑ سکتے ہیں۔ نہ آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں نہ کانوں سے کوئی چیز پکڑ سکتے ہیں اگر پکارتے پکارتے تمہارا گلا بھی پھٹ جائے تب بھی وہ تمہاری آواز سننے والے نہیں اور اس پر چلنے والے یا اس کا جواب دینے والے نہیں تم ان کے سامنے چلّاؤ یا خاموش رہو دونوں حالتیں یکساں ہیں نہ اسے فائدہ نہ اس سے نفع۔ تعجب ہے کہ جو چیزیں مملوک و مخلوق ہونے میں تم ہی جیسی عاجز و درما بلکہ وجود کمالات وجود میں تم سے بھی گئی گزری ہوں انہیں خدا بنالیا جائے اور جو اس کا رد کرے اسے نقصان پہنچنے کی دھمکیاں دی جائیں چناں چہ مشرکین مکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہتے تھے کہ آپ ہمارے بتوں کی بے ادبی کرنا چھوڑ دیں ورنہ نا معلوم وہ کیا آفت تم پر نازل کر دیں وَيُخَوِّفُونَكَ بِالَّذِينَ مِن دُونِهِ الخ (زمر:36) اسی کا جواب قُلِ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ الخ (الاعراف:195) سے دیا یعنی تم اپنے سب شرکاء کو پکارو اور میرے خلاف اپنے سب منصوبے اور تدبیریں پوری کر لو پھر مجھ کو ایک منٹ کی مہلت بھی نہ دو۔ دیکھوں تم میرا کیا بگاڑ سکو گے"۔ (ص 227، مطبوعہ مدینہ پریس، بجنور)

لیجئے خود فیصلہ کیجئے، بات آپ کی صحیح ہے یا آپ کے شیخ الاسلام کی؟ آپ کے شیخ الاسلام نے تو فیصلہ کر دیا کہ اس آیت سے مراد بت ہی ہیں اور آپ اس آیت کو انبیا و اولیاء پر چسپاں کر رہے ہیں۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا مرے حق میں
زلیخا نے کیا خود چاک دامن ماہ کنعاں کا

اس سے بڑھ کر ظلم اور کیا ہوگا کہ بتوں کے حق میں اتری ہوئی آیات کو انبیا و اولیاء پر اور کافروں مشرکوں کے حق میں اتری ہوی آیات کو مسلمانوں پر چسپاں کیا جائے بلا شبہ سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَ لَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾ (الاسراء) اور (قرآن) ظالموں کے لیے خسارے کو زیادہ کرتا ہے۔ نیز آیت میں حاضر و غائب، زندہ و مردہ، دور و نزدیک، مافوق الاسباب و ماتحت الاسباب، کی کوئی قید نہیں بلکہ ہے تو اگر تَدْعُوْنَ کے معنی پکارنے کے لیے جائیں تو جس طرح بھی کوئی کسی کو پکارے، جس عقیدہ سے پکارے، وہ مشرک ہوگا۔ اس لحاظ سے دنیا میں پھر کوئی شخص مسلمان نہیں رہ سکے گا سب مشرک قرار پائیں گے۔ (معاذ اللہ)

ماننا پڑے گا کہ تَدْعُوْنَ کے معنی تَعْبُدُوْنَ کے ہیں اور عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ سے مراد وہ بت اور مورتیاں ہیں جو انسانوں کی مثل بنائی جاتی تھیں اور کفار و مشرک ان کی پوجا کرتے اور ان کو معبود سمجھ کر پکارتے تھے۔

سوال: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَفَحَسِبَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْۤا اَنْ یَّتَّخِذُوْا عِبَادِیْ مِنْ دُوْنِیْۤ اَوْلِیَآءَ ؕ اِنَّاۤ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِیْنَ نُزُلًا ﴿۱۰۲﴾ (الکہف)

کیا کافروں کو یہ گمان ہے کہ میرے سوا حمایتی و مددگار بنالیں گے۔ ہم نے تیار کیا ہے دوزخ کو کافروں کی مہمانی کے لیے۔

اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو ولی من دون اللہ بنانا کفر و شرک ہے۔ دیکھو امام رازی نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ عبادی سے مراد ملائکہ اور انبیاء ہیں۔

جواب: امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے صرف ملائکہ اور انبیاء کرام علیہم السلام کو مراد نہیں یا بلکہ شیاطین اور اصنام کو بھی مراد لیا ہے چناں چہ ان کی پوری عبارت یہ ہے، فرماتے ہیں:

فِی الْعِبَادِ اَقْوَالٌ قِیْلَ اَرَادَ عِیْسٰی وَ الْمَلَائِکَةَ وَ قِیْلَ هُمُ الشَّیَاطِیْنُ یُوَالُوْنَهُمْ وَ یُطِیْعُوْنَهُمْ وَقِیْلَ هِیَ الْاَصْنَامُ سَمَّاهُمْ عِبَادًا کَقَوْلِهٖ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ

(تفسیر کبیر، ج5، ص529)

اسی طرح تفسیر مظہری ج6، ص72 میں ہے:

يَعْنِى الْمَلٰٓئِكَةَ وَالْمَسِيْحَ وَ عُزَيْرًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَعْنِى الشَّيَاطِيْنَ الَّذِيْنَ اَطَاعُوْهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللهِ وَقَالَ مُقَاتِلٌ اَلْاَصْنَامُ سُمِّيَتْ عِبَادًا كَمَا قَالَ اللهُ تَعَالٰى اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ

ان دونوں عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ عباد سے مراد یا تو حضرت عیسیٰ و حضرت عزیر علیہم السلام اور ملائکہ ہیں یا شیاطین ہیں کہ کفار اللہ کو چھوڑ کر ان کی اطاعت کرتے تھے۔ یا بت ہیں اور ان کا نام عباد رکھا گیا جیسا کہ آیت اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ میں بتوں کو عباد فرمایا گیا ہے۔

تو اگر عباد سے مراد ملائکہ اور انبیاء ہوں تو اولیاء فقط ناصرین (مدد کرنے والے) کے معنی میں نہیں ہوگا بلکہ معبودین ناصرین کے معنیٰ میں ماننا پڑے گا۔ کیوں کہ خود قرآن کریم شاہد ہے کہ کفار و مشرکین نے جن کو من دون اللہ اولیاء بنایا تھا وہ ان کو معبود مانتے اور ان کی عبادت کرتے تھے چناں چہ فرمایا وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللهِ زُلْفٰى (الزمر:3) اور وہ لوگ جنہوں نے اللہ کے مقابلے میں بنا لیے ہیں معبود وہ کہتے ہیں کہ ہم ان کی عبادت اس لیے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کا مقرب بنا دیں گے۔

تفسیر مظہری میں ہے:

قُلْ اَغَيْرَ اللهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا نَّاصِرًا وَّ مَعْبُوْدًا (مظہری، ج3، ص246)

پس ثابت ہوا کہ کفار و مشرکین انبیا و اولیاء اور ملائکہ کو معبود مان کر اپنا مددگار سمجھتے تھے اور کسی کو معبود مان کر مددگار سمجھنا بلا شبہ شرک ہے، لیکن حاشا وکلا کوئی مسلمان کسی نبی ولی کو معبود سمجھ کر مدد نہیں مانگتا بلکہ ہر مسلمان، انبیا و اولیاء کو اللہ کی مدد کا مظہر سمجھ کر پکارتا اور وہ مدد مانگتا ہے اور یہ ہرگز شرک نہیں۔

اور حقیقت یہ ہے کہ کفار و مشرکین نے پتھروں کے مجسمے بنائے اور ان کے نام انبیا و اولیاء کے نام پر رکھے اور ان کی پوجا کی۔ جیسا کہ آج کل عیسائیوں کے گرجوں میں بت

ہوتے ہیں کسی بت کا نام انہوں نے عیسیٰ کسی کا نام مریم رکھا ہوا ہے (معاذ اللہ) تو وہ ان بتوں کی پوجا کرتے ہیں اور ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ان بتوں، مجسموں سے کیا تعلق؟ جیسا کہ اگر کوئی خدا کے نام کا بت بنا لے اور یہ سمجھ لے کہ اس میں اللہ کا جلوہ ہے تو اس بت کی پوجا کرنے والا ہرگز مسلمان قرار نہ پائے گا بلکہ بلاشبہ مشرک ہوگا کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو ایسا کرنے کا حکم نہیں دیا۔ اسی طرح انبیا و ملائکہ نے بھی لوگوں کو ہرگز یہ حکم نہیں دیا کہ ہمارے مجسمے بنا کر ان کی پوجا کرنا۔ کفار نے تو خود ہی اپنے زعم فاسد سے شیطانی وساوس کا شکار ہو کر ایسا کرنا شروع کر دیا اور مشرک ٹھہرے تو حقیقت میں یہ پوجا بتوں کی ہی ہوئی انبیا و ملائکہ کی نہ ہوئی۔ انبیا و ملائکہ اس سے بالکل بری الذمہ ہیں۔ اگر یہ نہ مانا جائے تو پھر اس آیت کا کیا جواب ہوگا:

اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ (الانبیاء:98)

بے شک (اے مشرکو) تم اور جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا جہنم کا ایندھن ہیں۔

ماننا پڑے گا کہ عباد من دون اللہ سے مراد بت ہی ہیں، جن کی مشرکین عبادت کرتے تھے اگر عباد من دون اللہ سے مراد انبیا اولیاء کو لیا جائے تو پھر وہ معاذ اللہ جہنم کا ایندھن قرار پائیں گے۔ وہ یقیناً جہنم کا ایندھن نہیں بلکہ قطعی جنتی ہیں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ ''عباد من دون اللہ'' سے مراد بت ہی ہیں اور وہ بت اور ان کے پجاری دونوں یقیناً جہنم کا ایندھن ہوں گے کَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚۖ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ ﴿۲۴﴾ (البقرہ)۔ نیز فرمایا: قَالُوْا وَهُمْ فِیْهَا یَخْتَصِمُوْنَ ﴿۹۶﴾ تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۹۷﴾ اِذْ نُسَوِّیْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۸﴾ (الشعراء) چناں چہ ان آیات کی تفسیر بھی ''اپنے شیخ الاسلام'' شبیر احمد صاحب عثمانی سے سن لیجئے فرماتے ہیں:

''یعنی بت اور بت پرست اور ابلیس کا سارا لشکر سب کو دوزخ میں اوندھے منہ گرا دیا جائے گا وہاں پہنچ کر آپس میں جھگڑیں گے۔ ایک دوسرے کو الزام

دے گا اور آخر کار اپنی گمراہی کا اعتراف کریں گے واقعی ہم سے بڑی سخت غلطی ہوئی کہ تم کو (یعنی بتوں کو یا دوسری چیزوں کو جنہیں خدائی کے حقوق و اختیارات دے رکھے تھے) رب العالمین کے برابر کر دیا۔ کیا کہیں یہ غلطی ہم سے ان بڑے شیطانوں نے کرائی اب ہم اس مصیبت میں گرفتار ہیں، نہ کوئی بت کام دیتا ہے نہ شیطان مدد کو پہنچتا ہے''۔ (ص 481، مطبوعہ بجنور)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہمارا دعویٰ دلائل حقہ سے ثابت ہو گیا۔

اور رہا اصنام یعنی بتوں پر عباد کا اطلاق تو وہ بایں معنیٰ ہے کہ اصنام بھی مثل عباد مملوکہ مسخّرہ ہیں۔

جو لوگ انبیا و اولیاء کی ندا کو ''دعا من دون اللہ'' میں داخل کر کے اس سے منع کرتے ہیں وہ اپنی جہالت کی بناء پر یہ بھی نہیں جانتے کہ اگر انبیا و اولیاء کی ندا کو دعا من دون اللہ میں داخل کیا تو پھر حضرات انبیا و اولیاء کو معاذ اللہ باطل کہنا اور ماننا پڑے گا کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ (الحج:62)

یہ اس واسطے کہ بے شک اللہ تعالیٰ وہ حق اور بے شک وہ جس کو یہ پکارتے ہیں اس کے سوا وہ باطل تھے۔

پس کیا فرماتے ہیں علماء وہابیہ، دیوبندیہ وغیرہ کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم حق ہیں یا باطل؟ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اَللّٰهُ حَقٌّ وَّ الرَّسُوْلُ حَقٌّ وَّ الْوَلِیُّ حَقٌّ وَّ شَفَاعَةُ الْاَنْبِیَآءِ وَ الْاَوْلِیَآءِ حَقٌّ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

’’دعا‘‘ اور ’’عبادت‘‘ میں تغایر ہے یا اتحاد و عینیت ہے؟

عبادت اور دعا کے مفہوم میں من وجہ تغایر ہے اور من وجہ اتحاد۔ یعنی ان دونوں میں عموم وخصوص من وجہ کی نسبت پائی جاتی ہے۔ بعض وہ افعال ہیں جہاں عبادت صادق آتی ہے مگر دعا نہیں اور بعض وہ صورتیں ہیں جہاں دعا صادق آتی ہے مگر عبادت نہیں۔ اور بعض امور پر دعا اور عبادت دونوں کا اطلاق صحیح ہے۔ ایک مادہ اجتماعی ہے اور دو افتراقی اجتماعی۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عجز و نیاز کے ساتھ دعا کرنا، دعا بھی ہے اور عبادت بھی۔ اور افتراقی نمبر (۱) جسے حق تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو بغیر معبود سمجھنے کے پکارنا دعا ہے عبادت نہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّ نَهَارًا ﴿۵﴾ (نوح)

افتراقی (۲) جیسے اللہ تعالیٰ کے لیے رکوع وسجود وقیام کرنا عبادت ہے، دعا نہیں۔

سوال: صحیح حدیث میں ہے الدعاء ھُوَ العِبادۃ (کنز العمال:3113) جس کا صریح مفاد یہ ہے کہ پکارنا عبادت ہے۔

جواب: الدعا میں لام تعریف سے کون سا لام مراد ہے؟ عہد خارجی، جنسی یا استغراقی؟ اگر استغراقی ہے تو هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۱۱۱﴾ (البقرہ)

اور عہد خارجی یا جنسی ہے تو تقریب تام نہیں کما لا یخفٰی

بالفظ دیگر اگر الدعاء ھو العبادۃ کا یہ مفہوم ہے کہ ہر پکارنا عبادت ہے تو اس ایجاب کلی کے دعوے پر کیا ثبوت ہے؟ ایجاب کلی کی صورت میں تو خود مخالف بھی شرک سے نہیں بچ سکتا۔ اور اگر الدعاء ھو العبادۃ موجبہ جزئیہ ہے تو ہمیں کوئی مضر نہیں، ہم تو پہلے تصریح کر چکے ہیں کہ دعا اور عبادت میں من وجہ اتحاد ہے مگر بعض الدعاء کے عبادت ہونے سے مخالف کا مدعا ثابت نہیں ہوسکتا ہے۔

سوال: اگر دعا اور عبادت کے مفہوم میں مغایرت ہے تو عبادت کا عمل، دعا پر کیسے صحیح ہے؟

جواب: یہ اعتراض بالکل کم علمی سے ناشی ہے ورنہ منطق کا ادنیٰ مبتدی بھی جانتا ہے کہ

اَلْحَمْلُ فِیْ اِصْطِلَاحِهِمْ اِتِّحَادُ الْمُتَغَائِرَیْنِ فِی الْمَفْهُوْمِ بِحَسْبِ الْوُجُوْدِ یعنی حمل، اصطلاح مناطقہ میں ایسی دو چیزوں کو بحسب الوجود متحد کرنا جو کہ مفہوم میں ایک دوسرے کے متغائر ہوں۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جن کی فضیلت وشان علمی وعملی مخالفین کے ہاں مسلّم ہے اور جگہ جگہ ان کا سہارا لیتے ہیں، اس نازک مرحلہ میں انہوں نے بھی ان کا ساتھ چھوڑ دیا، وہ فرماتے ہیں:

وَلَیْسَ الْمُرَادُ مِنَ الدُّعَاءِ الْعِبَادَةُ (گل دستہ توحید)

باغباں نے آگ دی جب آشیانے کو مرے جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

لطیفہ: اگر وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک دعا اور عبادت میں عینیت ہے تو انہیں چاہیے کہ کبھی اس پر عمل پیرا ہو کر بھی دکھائیں تب پتا چلے! بالعموم ان کے جلسے تو ہوتے ہیں، کبھی کبھی اپنے اشتہارات یوں لکھا کریں۔ اسمائے گرامی حضرت مدعوین یعنی معبودین فلاں فلاں اور نیچے الداعی کی جگہ اَلْعَابِدُ لکھ دیا کریں، اگر عملی ثبوت دیں تو لوگوں کو پورا یقین واعتماد حاصل ہو جائے کہ آپ لوگ دعا اور عبادت میں عینیت کے قائل ہیں ورنہ سچے مسلمانوں کو گمراہ کرنا چھوڑ دیں۔

الحمدللہ! اس خادم اہل سنت نے ''الدعا'' اور ''عباد من دون اللہ'' کے متعلق مختصر مگر نہایت تحقیقی بحث ہدیہ قارئین کی ہے۔ عدل وانصاف کی نظر سے دیکھنے والے طالب حق کے لیے ان شاء اللہ یہ کافی ووافی ثابت ہوگی۔

کاش کہ! ہمارے مخالفین بھی تعصب، ضد اور عناد کو چھوڑ کر از راہ عدل وانصاف اس میں غور وفکر فرمائیں اور حق بات کو تسلیم کریں اور مسلمانوں کے اتحاد واتفاق کا باعث بنیں جس کی اس دور میں اشد ضرورت ہے۔

جو لوگ آیات قرآنی کا مطلب ومفہوم غلط بیان کرتے رہتے ہیں وہ ایک طرف تو امت میں اختلاف وافتراق کا باعث بنتے ہیں اور دوسری طرف آخرت میں عذاب الٰہی کے مستحق بنتے ہیں۔

آخر میں یہ خادم اہل سنت اپنے مسلمان بھائیوں کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، ائمہ، اولیاء رضی اللہ عنہم اور تمام اہل سنت درود شریف اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللهِ پڑھتے اور ندائے یارسول اللہ کرتے چلے آئے ہیں اور یہی حق ہے۔

رہے گا یونہی ان کا چرچا رہے گا پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

آج کل کے نئے نئے فتنوں، فرقوں اور گمراہ کن عقیدوں سے بچیں اور صلحائے امت بزرگان دین کے طریق پر قائم رہیں کہ اسی میں سلامتی ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ بطفیل اپنے پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سب کو مذہب اہل سنت و جماعت پر قائم و دائم رکھے اور اسی پر خاتمہ فرمائے۔

آمین ثم آمین

خادم اہل سنت

محمد شفیع الخطیب الاوکاڑوی غفرلہ

کراچی

1958ء